

الصلوة والسلام عليك وعلى آله وصحبتك سيدى يا رسول الله

گجرات
پاکستان

ماہنامہ
اِہْلَسُدَّتْ

چیف ایڈیٹر محمد مسعود قادری

INTERNATIONAL

رجب المرجب 1432ھ بمطابق جون 2011ء



درس قرآن

”کنز الایمان“

اور دیگر اردو تراجم کا تقابلی جائزہ

حضرت علامہ ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی

درس حدیث

نہیں ممکن امیری بے فقیری

مولانا خالد محمود قادری

دارالافتاء

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ

مملکتِ کبریا جل و علا

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرض نماز کے بعد

بلند آواز سے ذکر کرنا

مولانا شہزاد احمد مجددی

ایڈیٹر
محمد حسین اعظمی

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش و زرد تیری عطائیں موٹی
سب جہانوں کو ترا حسن چلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگڑی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیب یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تجھد مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دل مجھور ترے در پہ صدا دیتا ہے

کیا بات ہے اُس شاں کرم جود و سخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن و ہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رُتبہ
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأت اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مجھور سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

غبارِ بے منزل

عصرِ موجود کا علمی تناظر و ششماک اور بے حیثیت زدہ انسان کی استیلائی شخصیت کا صدر رنگ عکس ہے۔ جمہوریت اور حقوقِ انسانی کے فریب خوردہ معاشرے آزادی اظہار کی آرزو میں شاخ دار پر خموشی سے جھول رہے ہیں۔ تہذیب و ثقافت کے طویل و قدیم سلسلے نابودگی کی سمت قدم زن ہیں۔ دیوار و دروہام پر خوف و خون کے گہرے سائے خوابیدہ ہیں۔ جس گرفتہ مکانوں میں افلاس کی ماری انسانیت دم سادھے پڑی ہے۔ تناور درختوں کے شاخساروں اور آشیانوں پر زاغ و زغن کے بے سرے ہیں۔ بے سایہ و بے برگ سرو و صنوبر پر امن و سکون کی تخلیق کار قمریاں لب گزیدہ و ترساں ہیں۔ فلسفہ اخلاق، قوت و تحکم اور جاہ و حشم کا تابع ہے۔ عدل و انصاف بقدر شوکت و سرمایہ اور شکوہ و شان؟ دستِ تعدی و تجاوز کی استطاعت کا نام..... استعماری عالمگیریت نے ملکوں، تہذیبوں اور بے بس معاشروں کو اقتصادی مسائل کی سلاسل میں جکڑ رکھا ہے۔ ہوا و ہوس نے فکر و شعور کی گچھاؤں میں جالے بن دیے ہیں۔ کثیر القوم تجارتی اداروں نے..... مذہبی دانشوروں، اسکار فی مفکروں، ترقی پسند ادیبوں، شہرت گرسنہ شاعروں، کذب افروز کالم نگاروں اور جفا کار مدیروں کو اپنا گماشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ دین و مذہب اور اقتصاد و سیاست میں متانت گریز انتقاد اور فہم و فراست سے معزاً فکر و تدبیر کے باعث انتشاریت کا منظر نامہ نمایاں ہے..... مغربی تہذیب و تمدن کی دُروہہ جام سے توانا، سیاست ور ہنما۔۔۔ قومی و ملی، فکری و مذہبی اساس اور تشخص کو ملیامیٹ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔..... صداقت دم توڑ چکی ہے۔ محبت و شفقت، تحمل و بردباری، اخلاص و مروت اور رواداری جیسی انسانی صفات سے خالی سماج انارکیت کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ انصاف خود انصاف کا طلبگار ہے۔ ارتقاء، ایک لفظ تھا جو مقلوب و مصلوب ہو چکا ہے۔

در صورتِ آفاق نظر کن کایں جا
ہر روز قیامت و ہر شب مردن

(غالب)

جدید ترین ذرائع ابلاغ، نفسانی و حیوانی چلن سکھانے میں زبردست تکنیکی مہارت رکھتے ہیں اور اس میں بہر نوع کامیاب..... بھی..... مگر..... انسانی اوصاف و اخلاق اور ادضاع و اطوار شاید ان کا رخ نظر ہی نہیں..... فلم ہو یا ڈرامہ، تشہیر ہو یا تمثیل، ہر منظر..... خوف و دہشت..... سازشی کرداروں کا تغلب، عالیشان محلات، قیمتی گاڑیاں، اسلحہ کی بھرپور نمائش، قتل

وغارت، بدی کا پرچار اور نیکی پر ہتیا چار..... خاندان کیا ہے؟..... ہر فرد ایک دوسرے کے مقابل..... ہوں، فریب، نام و نمود، بے جامسا بقت، شور آمیز مخاطب، اچھے کرداروں کا فقدان..... اچھائی، برائی کے سامنے دست بستہ، پرتشد سیاست، مذہب سے فرار..... طویل اور بے نتیجہ مذاکرے، بے ثمر مباحثے..... اور بیانات و تقاریر، گفتگو میں گستاخانہ لب و لہجہ، سطحی طرزِ تکلم..... سیدھے سادے انسانوں کو خیالی فردوس میں دھکیل رہے ہیں۔ سکرپٹ رائٹر، پیش کار اور ہدایتکار کے پاس اب کچھ باقی نہیں..... کوئی فکر، کوئی نظریہ حتیٰ کہ نظر تک..... زرا ندوزی کیلئے پائریسی کا ارتکاب..... ہماری دورخی و دو عملی پالیسیوں کا یہ عالم ہے کہ ادھر نعت خوانی کی محافل اور احکام شریعت کا اہتمام..... دوسری جانب بدترین فحش مناظر و موسیقی، ذہنی و نفسی کیفیات میں انتشار سے فرد کی ذات منقسم ہونے لگی ہے..... بیچارہ فرد شیزوفرینیا کا شکار ہے، چینلز کی کثرت اور نیٹ ورک نے دنیا کو سمیٹ تو دیا ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ تجارتی مراکز بیمار ذہنیت فروخت کر رہے ہیں..... مذہبی پروگرام ایمان و ایقان، اور عقائد و اعمال کی درستی کے بجائے انکی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں..... نیوز کا سٹر ہوں یا کمپیئر، میزبان ہو یا مہمان..... ان میں بعض بڑے معروف نام بھی ہیں..... زبان کے تمام مستعمل الفاظ کا تلفظ بھی درست طور پر ادا کرنے سے عاجز ہیں..... اخبارات و جرائد، ادبی و غیر ادبی پروف ریڈنگ کی مشقت میں پڑنا گوارا نہیں..... معتبر اور نام آور اشاعتی اداروں کی کتب حتیٰ کہ قرآنی تفاسیر اور دینیاتی کتب میں غلطیاں کھلنے لگتی ہیں اور وہ ادارے ہیں کہ اصلاح کی جانب مائل ہی نہیں..... ادبی رسائل اور تحقیقی و تنقیدی کتابوں میں اشعار اکثر غلط مندرج ہوتے ہیں..... مذہبی کتب و رسائل میں اسماء الرجال اور کتابوں کے نام تک بعض اوقات غلط اور اکثر بغیر اعراب لکھے جاتے ہیں..... اسی طرح انگریزی، یونانی، لاطینی، اور عبرانی نام بھی..... بغیر انگریزی مترادف رجحوں کے..... جس کے سبب متعلقہ سینئر اساتذہ بھی صحیح تلفظ سے بے خبر رہتے ہیں اور اسی طرح غلط ترسیل کا باعث بنتے ہیں.....

رنگِ حالِ پیچ کس بر پیچ کسی روشن نشد
شمع گل کردند یاراں یا ز محفل بردہ اند

(بیدل)

عہد حاضر کا مہذب و متمدن سماج، مارکیٹ سوسائٹی میں تشکیل و تبدیل ہے، کسی اخلاقی قدر کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہر قدر مفاد و استفادہ پر منحصر ہے..... ہر خیر کا معاشی قدر سے موازنہ ہے۔ انسانی اوصاف، اقدار و زر کے مقابل بے معنی ہیں..... شخصی و انفرادی صلاحیتیں اور خوبیاں بے وقار ہیں۔ ہر فرد سیم و زر کے انبار لگانے..... اور پورو اور ڈالر کے ذخیرہ کو..... وسعت بے کنار دینے کی تگ و دو میں ہے..... حسن و محبت، مہر و مروت، حمیت و غیرت، جذبہ و احساس کی حقیقت اور ناموس و عزت، سب اضافی ہے..... سرمایہ ہے تو سب کچھ..... ورنہ..... آپ میں کوئی جو ہر قابل اور شرف انسانی نہیں..... علامہ جلال الدین دوانی کا اس سلسلہ میں ایک بڑا معروف شعر ہے۔

مرا بہ تجربہ روشن شد ایں در آخر حال
کہ قدرِ مرد بہ علم است و قدرِ علم بہ مال

آج شاعر اور ادیب، واعظ اور خطیب، معلم اور طبیب..... سبھی مختلف اور متنوع انداز سے استحصال و استیصالِ اقدار میں مصروف و مشغول ہیں۔ غالب اقوام کی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کے سامنے ذہنی طور پر مغلوب افراد کا ادب بھی مقہور و معتبوب ہو جاتا ہے خود اپنے اسالیب بیان، لسانی ساخت و بافت..... حقیر، اور اس کے بطون میں اجتماعی لاشعور کا صدیوں کا سفر غبارِ بے منزل نظر آنے لگتا ہے..... ہم قومی و ملی شناخت کھو چکے ہیں..... روحانی کیف و وجدان سے بے بہرہ ہو گئے..... اخلاقی اقدار سے صرف نظر کر لیا..... انفرادی بنیادی حقوق پر اس قدر زور نے عائلی نظام کو تہ و بالا کر دیا..... اطاعت و شفقت کے جذبے مفقود ہوئے..... منافقانہ رویے ابھرے..... سرمایہ کی تاجوری میں تنازع البقا کا منطقی نتیجہ تھا..... شعر و ادب، اسی دشتِ کم نمو میں جنم لے کر فروغ پاتا ہے..... انسانی زندگی، جس کی ہر شاخ شجر سے غم و اندوہ، رنج و الم، حزن و ملال، یاس و حسرت، قضا و فناء، بے بسی و بے چارگی اور ناکامی و نامرادی کی امرتیل کے آسیب لپٹے ہوں..... نفسِ نفس، زہرابِ جانگداز پینا پڑے..... برگد کے گھنیرے سایوں سے دھوپ کی تمازت آنے لگے تو..... غزل ہو یا نظم، یا کوئی اور فن پارہ..... اس تخلیق پر بھی..... دکھ، کرب، فنا اور مایوسی کی فضا چھائی رہے گی..... ہاں، شاعر یا تخلیق کار..... اگر چند لمحوں کے لئے اس لمحاتی اضطراب سے باہر نکل آئے تو، عظیم تر تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کامیاب بھی ہو سکتا ہے۔

مرگِ عشرتِ ہستی غیرِ رقصِ بسل نیست
رنگِ دبوئے ایں گلشنِ جملہ پر فشانہا است

(بیدل)

اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

- ۱: اس کائنات کا بغور مشاہدہ کر کہ یہاں ہر روز قیامت کا سا ہنگامہ برپا ہے۔ اور ہر رات اس کا انجام۔
- ۲: یہاں کسی شخص کا حالِ دل کسی دوسرے شخص پر کھل نہ پایا، اس کا سبب یہ تھا کہ یا تو احباب نے شمعِ گلِ کردی، یا محفل ہی سے باہر لے گئے۔
- ۳: عمر بھر کے تجربات سے یہ بات آخر کار مجھ پر واضح ہو گئی کہ آدمی کی آبرو علم سے ہے، اور علم کا وقار مال سے قائم ہے۔
- ۴: اس ہستی کے عیش و عشرت کا انجام رقصِ بسل کے سوا کچھ نہیں، کہ اس گلشنِ ہستی کی رنگ و رعنائی کا انحصار تمام کا تمام طیور کی پر فشانہ پر ہے۔

”کنز الایمان“

اور دیگر اردو تراجم کا تقابلی جائزہ

حضرت علامہ، ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی

آٹھوں غلطی یہ کہ نہایت رحم والا ہے۔ جملہ خبریہ بنایا، خبر میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ جیسے:

”زَيْدٌ قَائِمٌ۔“

”زید کھڑا ہے۔“

اگر زید کھڑا ہے تو جملہ درست اور اگر بیٹھا ہے تو جملہ غلط ہوگا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ترجمہ کیا:

”اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔“

یہ ترجمہ لفظی، معنوی اور حقیقی ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہوا، مرد و عورت دونوں کیلئے درست ہے اور جملہ لفظاً خبریہ معنایاً انشائیہ بنایا یعنی بسم اللہ شریف پڑھنے والا اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم کے نام سے برکت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم ازلی وابدی ہے:

۲: ”وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ۔“

”حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی

طرح معلوم کیا ہی نہیں۔“ (۱)

”حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں

نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔“ (۲)

”اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جوڑنیوالے ہیں تم

میں۔“ (۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ.....

بسم اللہ شریف کا ترجمہ:

۱: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط۔“

عام مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا:

”شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان

نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

ترجمہ سے ہی سے ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہیں کیا گیا بلکہ شروع کرتا، ہوں، میں، ساتھ، نام چھ الفاظ پہلے آئے ہیں اور ساتویں جگہ اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے۔ چھ غلطیاں یہ ہوئی۔ قانون یہ ہے کہ عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا جائے تو مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے۔ جیسے:

”بَقَلَّمَ زَيْدٌ۔“

”زید کے قلم سے۔“

”بِاسْمِ زَيْدٍ۔“

”زید کے نام سے۔“

”فِي كِتَابِ اللّٰهِ۔“

”اللہ کی کتاب میں۔“

ساتویں غلطی یہ کہ شروع کرتا ہوں، مردوں کیلئے ہے،

عورتوں کیلئے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

۱: ”فتح محمد جالندھری دیوبندی وہابی“

۲: ”اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی“

۳: ”محمود الحسن دیوبندی وہابی“

”اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا۔“ (۱)
**۳: ”وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلْيَعْلَمَنَّ
 الْمُنَافِقِينَ۔“ (۲)**

”اور اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو معلوم کر کے رہے گا اور
 منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔“ (۳)
 ”خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو مومن ہیں اور منافقوں کو
 بھی معلوم کر کے رہے گا۔“ (۴)

دہائی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ پہلے معلوم اور نہ فی
 الحال معلوم، آئندہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں کو معلوم کرے گا حالانکہ
 اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا ہمیشہ علم ہے۔

اب شان الوہیت کا محافظ سنی ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ ہو۔
 ”اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر
 کر دیگا منافقوں کو۔“ (۵)

**صفت مکر (اردو میں) اللہ تعالیٰ کی شان کے
 لائق نہیں:**

**۴: ”وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ط وَاللَّهُ
 خَبِيرُ الْمَاكِرِينَ۔“ (۶)**

”وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ
 سب سے بہتر ہے۔“ (۷)

”اور وہ اپنی چال چل رہے ہیں اور اللہ اپنی چال چل رہا
 ہے۔“ (۸)

”اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ۔“ (۹)
 ”اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا
 اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔“ (۱۰)

**دغا بازی اور ہنسی مذاق شان خداوندی کے لائق
 نہیں:**

**”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ
 وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔“ (۱۱)**

”البتہ منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو
 دغا دے گا۔“ (۱۲)

”وہ اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو فریب
 دے رہا ہے۔“ (۱۳)

”بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا
 چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔“ (۱۴)

۱: ”کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ“

۲: ”پ: ۲۰، ع: ۱۳، آیت: ۱۱“

۳: [اشرف اعلیٰ تنہا نوی دیوبندی وہابی“

۴: ”فتح محمد جالندھری دیوبندی وہابی“

۵: ”کنز الایمان“ از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ“

۶: ”پ: ۹، ع: ۱۸، آیت: ۳۰“

۷: ”محمود الحسن دیوبندی، وحید الزمان غیر مقلد وہابی“

۸: ”مودودی وہابی“

۹: ”ترجمہ مطبوعہ صحیفہ اہل حدیث کراچی“

۱۰: ”کنز الایمان“

۱۱: ”پ: ۵، ع: ۸، آیت: ۱۳۲“

۱۲: ”محمود الحسن دیوبندی وہابی“

۱۳: ”وحید الزمان وہابی“

۱۴: ”کنز الایمان“

۱۵: ”پ: ۱، آیت: ۱۵“

۱۶: ”مودودی وہابی“

۱۷: ”محمود الحسن دیوبندی وہابی“

۶: ”اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ“ (۱۵)
 ”اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔“ (۱۶)
 ”اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔“ (۱۷)
 ”اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔“ (۱)
 ان تراجم میں اللہ تعالیٰ کی شان میں کس قدر بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔
 اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے صحیح ترجمہ کر کے ہمیں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی سے بچایا۔
 ”اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے۔ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)“ (۲)
شان رسالت:
 ۷: ”وَوَدَّكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ“ (۳)
 ”اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سبھائی۔“ (۴)
 ”اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھایا۔“ (۵)
 ”اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی۔“ (۶)
 ”اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔“ (۷)
 ۸: ”لِيُعْفِيَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ“

وَمَا تَأَخَّرَ“ (۸)
 ”معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔“ (۹)
 ”تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔“ (۱۰)
 وہابیوں، دیوبندیوں کے ان تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی گناہگار تھے اور آئندہ بھی گناہ کریں گے (العیاذ باللہ)
 جبکہ حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ معصوم ہوتے ہیں، انہیں خطا کا روگناہگار جانتا ہے ایمانی اور کفر ہے۔ اب ناموس رسالت اور عصمت نبوت کا پاسبان سنی بریلوی ترجمہ کنز الایمان دیکھئے۔
 ”تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ (۱۱)
 (”لَکَ“ میں ”لَ“ سبب کے معنی میں ہے جیسے ”جُنْتُ لَکَ“ میں تیرے سبب سے آیا)
 ۹: ”الْوَحْمُنْ - عَلَّمَ الْقُرْآنَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ - عَلَّمَهُ الْبَيَانَ“ (۱۲)
 ”رحمن نے قرآن کی تعلیم دی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کو گویائی سکھائی۔“ (۱۳)

- ۱: ”وحید الزمان غیر مقلد وہابی“
- ۲: ”کنز الایمان از اعلیٰ حضرت قدس سرہ“
- ۳: ”پ: ۳۰، ع: ۱۸، آیت: ۷“
- ۴: ”محمود الحسن دیوبندی وہابی“
- ۵: ”ڈپٹی نذیر احمد وہابی دیوبندی“
- ۶: ”مرزا حیرت غیر مقلد“
- ۷: ”کنز الایمان“
- ۸: ”پ: ۲۶، ع: ۹، آیت: ۲“
- ۹: ”محمود الحسن دیوبندی وہابی، وحید الزمان وہابی“
- ۱۰: ”اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی“
- ۱۱: ”کنز الایمان“
- ۱۲: ”پ: ۲۷، ع: ۱۱، آیت: ۳ تا ۱“
- ۱۳: ”اشرف علی تھانوی دیوبندی وفتح محمد جالندھری“
- ۱۴: ”ڈپٹی نذیر احمد وہابی دیوبندی“

”جنوں اور آدمیوں پر خدائے رحمن کے جہاں اور بے شمار احسانات ہیں۔ ازاں جملہ یہ کہ اسی نے قرآن پڑھایا، اسی نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بولنا سکھایا۔“ (۱۳)

ان وہابی تراجم سے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ رحمن نے کسے قرآن سکھایا۔ ”علم“ متعدی بدو مفعول ہے۔ کس انسان کو پیدا فرمایا اور کون سا بیان سکھایا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے ان آیات کا ترجمہ کیا:

”رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ ”مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ“ کا بیان انہیں سکھایا۔“ (۱)

۱۰: ”وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ۔“ (۲)

”قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔“ (۳)

”قسم ہے تارے کی جبکہ وہ غروب ہوا۔“ (۴)

”اس پیارے چمکتے تارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔“ (۵)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح ترجمہ کیا۔ (۶)

دیوبندیوں، وہابیوں کی گستاخیاں:

دیوبندیوں، وہابیوں کے اکابرین نے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں گستاخانہ کفریہ

عبارات لکھیں جن کی وجہ سے عرب و عجم کے کثیر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ”حسام الحرمین“ میں حرمین شریفین کے ۳۴ علماء و فضلاء کی مہری تصدیقات و تقاریط موجود ہیں جو کہ انہوں نے اس تکفیر کے فتویٰ پر تحریر فرمائیں یہاں تک کہ ناظم دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن اور اسکے ساتھیوں نے ”اشد العذاب“ میں اپنے دیوبندیوں پر گستاخیوں کی وجہ سے فتویٰ کفر کی تصدیق کی ہے۔

حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

”اتنے اکابر مشائخ علماء نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔“ (۷)

مکہ مکرمہ سے علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل قدس سرہ ان گستاخوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

”لَا شُبْهَةَ فِيْ كُفْرِهِمْ بِلَا مَجَالٍ، بَلْ لَا شُبْهَةَ فِيْ مَنْ تَوَقَّفَ فِيْ كُفْرِهِمْ بِحَالٍ مِّنْ لَاْ اُخْوَالِ“

ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔“ (۸)

فتویٰ فقہاء کرام رحمہم ورحمناہم:

تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور حضور

۱: ”کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ مطابق تفسیر خازن“

۲: ”پ: ۲۷، ع: ۵، آیت: ۱“

۳: ”اشرف علی تھانوی دیوبندی“

۴: ”مودودی وہابی“

۵: ”اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“

۶: ”شفائ“ ج: ۱، ص: ۲۸ ”نسیم الرياض“ ج: ۱، ص: ۲۰۱ ”شرح شفائ“ ج: ۱، ص: ۲۱۳ ”روح البیان“ ج: ۶، ص: ۲ ”تفسیر مظہری“ ج: ۹، ص: ۱۰۳

۷: ”مواہب اللدنیہ مع زرقانی، ج: ۶، ص: ۲۱۶“

۸: ”انوار رضا“، ص: ۲۶۸

۹: ”حسام الحرمین“، ص: ۸۵

۱۰: ”شفائ“ ج: ۲، ص: ۱۹۰ ”شرح فقہ اکبر“، ص: ۳۹۳ ”شامی“ ج: ۳، ص: ۳۱۷ ”حسام الحرمین“، ص: ۲۶۲

اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان والاصفات میں گستاخی کر نیوالے کافر و مرتد ہیں اور بے شک ”مجمع الانہار“ اور ”در مختار“ وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا:

”مَنْ شَكَّ فِیْ كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔“ (۹)

دیوبندیوں و ہابیوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات میں سے چند درج کی جاتی ہیں تاکہ مسلمان خود فیصلہ فرمائیں کہ حق پرستی بریلوی ہیں بجوان عبارتوں کو کافرانہ قرار دیتے ہیں یا دیوبندی و ہابی جوان عبارتوں کو اسلامی اور ان کے لکھنے والوں کو بزرگان دین مانتے ہیں۔

گستاخی نمبر ۱:

خدا جھوٹ پر قادر ہے:

”خدا تعالیٰ کذب (جھوٹ بولنے) پر قادر ہے۔“ (۱)

(الْعِبَادُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخَوَافَاتِ)

گستاخی نمبر ۲:

نبی چمار سے بھی زیادہ برے ہیں:

”ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی، رسول، فرشتے) یا چھوٹا (جیسے

ہم تم) وہ اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (زیادہ برا ہے) (۲)

گستاخی نمبر ۳:

سب نبی (عَلِیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) ذرہ ناچیز ہیں:

”کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، سب اس کے روبرو ہیں،

سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔“ (۳)

گستاخی نمبر ۴:

جونبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو شفیع مانے مشرک

ہے:

”جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی جناب میں اس قسم کا شفیع وجیہہ سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے۔“ (۴)

گستاخی نمبر ۵:

نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کوئی اختیار نہیں:

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“ (۵)

گستاخی نمبر ۶:

سوارب کے کسی کو نہ مانو:

”یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔“ (۶)

گستاخی نمبر ۷:

نبی بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی:

”اولیاء انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور

ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی

ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں

سوان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے۔“ (۷)

گستاخی نمبر ۸:

۱: ”براہین قاطعہ“ ص: ۲۷۴ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی و رشید احمد گنگوہی دیوبندی و ہابی

۲: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۱۲، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی و ہابی

۳: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۳۶، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی و ہابی

۴: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۲۵، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی و ہابی

۵: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۳۲، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی و ہابی

۶: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۱۵، ۱۴، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی و ہابی

۷: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۵۰، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی و ہابی

۸: ”ملخص براہین قاطعہ“ ص: ۵۱، چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ رشید گنگوہی دیوبندی و ہابی

۹: ”براہین قاطعہ“ ص: ۱۳۸، چھاپہ دیوبند، مصنفہ خلیل و مصدقہ رشید دیوبندی و ہابی

نبی ﷺ کے علم شریف سے
شیطان کا علم زیادہ:

”آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں..... شیطان کو ساری
زمین کا علم حاصل ہے۔ نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے لیکن نبی
کریم (ﷺ) کے علم کیلئے کوئی بھی ثبوت نہیں۔“ (۸)

گستاخی نمبر ۹:

میلا دکر نیوالے ہندوؤں سے بھی زیادہ برے ہیں:
حضور (ﷺ) کا یوم میلا دمنانا ہنود کے ساگ
کنھیا کی ولادت کا دن منانے کی طرح ہے۔..... بلکہ یہ لوگ (میلا د
منانیوالے) اس قوم (ہنود) سے بڑھ کر ہوئے۔“ (۹)

گستاخی نمبر ۱۰:

اردو میں نبی ﷺ دیوبند کے
شاگرد ہیں:

”ایک دیوبندی کو خواب آیا کہ نبی پاک (ﷺ) علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو درسد دیوبند سے معاملہ ہونے یعنی دیوبند سے تعلق رکھنے کی برکت
سے اردو زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ دیوبند کا معلوم ہوا۔“ (۱)

گستاخی نمبر ۱۱:

امتی عمل میں نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بظاہر
بڑھ بھی جاتے ہیں:

”انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز
ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات (بہت وقتوں میں) بظاہر
امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ امتی نبیوں سے عمل میں بڑھ

جاتے ہیں۔“ (۲)

گستاخی نمبر ۱۲:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاگلوں اور حیوانوں جیسا علم

ہے:

” (کل علم تو آپ کو نہیں) اگر بعض علمو غیبیہ مراد ہیں تو اس
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی کیا تخصیص ہے (اس میں آپ کی کون
سی شان ہے)۔ ایسا (آپ جیسا) علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی (بچے)
و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (جانوروں، ڈنگروں) کو بھی
حاصل ہے۔“ (۳)

گستاخی نمبر ۱۳:

نماز میں رسالت مآب کا خیال بیل گدھے کے

خیال سے برا ہے:

”صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آن از معظمین
گو جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام باشند بچندیں مرتبہ
بدتر از استغراق در گائوں خر خود است۔“ (۴)

” (نماز میں) شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ
جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت (توجہ) کو لگا دینا اپنے بیل اور
گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے (خیال کرنے) سے زیادہ
برا ہے..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسوسے والی رکعتوں میں سے
ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعت ادا کرے۔“ (۵)

گستاخی نمبر ۱۴:

نبی مرکر مٹی میں مل گیا:

۱: ”براہین قاطعہ“ ص: ۲۶، چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل و مصدقہ رشید دیوبندی وہابی

۲: ”تذہیر الناس“ ص: ۵، چھاپہ دیوبند، مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی دیوبند

۳: ”حفظ الایمان“ ص: ۸، چھاپہ دیوبند، مصنفہ اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی

۴: ”صراط مستقیم ضیائی“ ص: ۹۶

۵: ”صراط مستقیم“ ص: ۹۷، مطبوعہ دیوبندی مصنفہ اسمعیل دیوبندی وہابی

۶: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۵۰، مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسمعیل دہلوی دیوبندی وہابی

۷: ”تقویۃ الایمان“ ص: ۲۵، مطبوعہ دیوبند مصنف اسمعیل دیوبندی وہابی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ باندھا کہ آپ نے فرمایا:
”میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں۔“ (۶)

گستاخی نمبر ۱۵:

کروڑوں نبی آسکتے ہیں:

”اس شہنشاہ کی تو یہ شان کہ کروڑوں نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے۔“ (۷)

گستاخی نمبر ۱۶:

آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے والے سب عوام

جاہل ہیں:

”عوام (یعنی جاہلوں) کے خیال میں آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم (عقلندوں) کے خیال میں آخر میں آنا کچھ فضیلت نہیں۔“ (۱)

گستاخی نمبر ۱۷:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا:

”اگر بالفرض آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“ (۲)

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نبی

پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ (۳)

گستاخی نمبر ۱۸:

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مزار گرا دینے کے لائق ہے:

”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔“ (۴)

گستاخی نمبر ۱۹:

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے لاٹھی بہتر ہے:

”میری لاٹھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مر گئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔“ (۵)

گستاخی نمبر ۲۰:

نبی اور شیطان برابر ہیں:

”ہر شخص خدا کا عبد ہے۔ مومن بھی اور کافر بھی جس طرح ایک نبی اسی طرح شیطان رجیم بھی۔“ (۶)

گستاخی نمبر ۲۱:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے غلط ہوتے

۱: ”تحذیر الناس“ ص: ۳، چھاپہ دیوبند مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی مدرسہ دیوبند

۲: ”تحذیر الناس“ ص: ۱۴، مصنف قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی

۳: ”تحذیر الناس“ ص: ۲۵، مصنف قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی

۴: ”بانی وہابی مذہب ابن عبد الوہاب نجدی“ اوضح البراہین بحوالہ قرآن کے غلط تراجم کی نشاندہی

۵: ”اوضح البراہین بحوالہ قرآن مجید کے غلط تراجم کی نشاندہی

۶: ”ترجمان القرآن“ از مودودی وہابی دیوبندی، آئینہ مودودی

۷: ”ترجمان القرآن“ از مودودی نجدی وہابی، آئینہ مودودی

۸: ”پردہ“ ص: ۵۳، از مودودی وہابی

۹: ”تفہیمات“ ج: ۱، ص: ۳۹، ”دینیات“ ص: ۵۶

تھے:

”انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے۔“ (۷)

گستاخی نمبر ۲۲:

نبی ان پڑھ چرواہا:

”یہ قانون جو ریگستان عرب کے ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔“ (۸)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان پڑھ، بادیہ نشین وغیرہ نعوذ باللہ لکھا۔“ (۹)

نتیجہ:

مرزا قادیانی نے صرف آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا تو جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر تو جو کہے کہ کروڑوں نبی آسکتے ہیں، وہ مٹی میں مل گئے، جو مٹی میں مل گیا اس کا عہدہ نبوت و رسالت ختم جیسے صدر مر گیا، صدارت ختم، اور جو کہے عوام (جاہلوں) کا خیال ہے کہ وہ آخری نبی ہیں اہل فہم کا خیال نہیں بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی آپ کی ختم نبوت و آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا اور جو کہے کہ تمام نبی کوئی شے نہیں، بتاؤ وہ کافر ہوا یا نہیں؟ پھر ایسے گستاخوں سے اتحاد کرنا حکمِ رحمن ہے یا حکمِ نفس و شیطان؟

ناظم دیوبند کا خود اپنوں پر فتویٰ:

لکھتے ہیں:

”جو مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے

دیوبندیوں کو گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر کہا تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خاں صاحب بریلوی کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے بلکہ جو ایسے مرتدوں کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ یہ عقائد بیشک کفریہ عقائد ہیں۔“ (۱)

کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہونا:

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں بکنے والے کافر ہیں، اگرچہ وہ لاکھ لاکھ بار کلمہ پڑھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

۱: ”إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكَفِّرُ بِبَعْضٍ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۚ“ (۲)

”وہ جو اللہ اور اُس کے رسولوں کو نہیں مانتے، اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اُس کے رسولوں کو جدا کر دیں، اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے، اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکالیں۔ یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر، اور ہم نے کافروں کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (۳)

اللہ تعالیٰ سے اُس کے رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو جدا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ“

”کہ وہ بچے کافر ہیں۔“

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو عجب دیو

واللہ ذکر حق نہیں کبھی سقر کی ہے

۱: ”اشد العذاب“ ص: ۱۳، ۱۲، مصنف مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند مصدقہ اشرف علی تھانوی و کفایت اللہ دیوبندی و ہابی، ضمیمہ اشد العذاب۔

۲: ”پ“ ۶: ع: ۱، آیت: ۱۵۱۔

۳: کنز الایمان

۴: ”پ“ ۱۰: ع: ۱۶، آیت: ۷۳۔

۵: کنز الایمان

نہیں ممکن امیری بے فقیری

مولانا خالد محمود قادری

کے ساتھ جانا انکا کام تھا، مدینہ پاک میں رہتے تو علم سیکھتے ورنہ جہاد میں جاتے تھے، انہیں ”اصحاب صفہ“ کہتے ہیں، یعنی چہوترہ پر رہنے والے۔

ان حضرات کی شادی ہوئی تھی نہ انکا یہاں کنبہ و قبیلہ تھا، اہل خانہ ان کو اپنے صدقات و خیرات دیتے تھے۔ ایسے قاعدت پر بند تھے کہ ایک کھجور یا اسکی مثل پر گزارہ کر لیتے تھے اور لباس کے لحاظ سے انکے فقر کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”لَقَدْ آيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مَنُّهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رَدَاءٌ إِلَّا إِزَارٌ وَإِنَّمَا كِسَاءٌ قَدِ بَطَوُا فِي أَعْنَاقِهِمْ“

”میں نے ستر صفہ والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ ان میں سے کسی کے پاس چادر نہ تھی، صرف تہبند تھا یا صرف کبیل، جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے۔“

یعنی قمیض تو کسی کے پاس تھی ہی نہیں صرف تہبند تھا وہ بھی اتنا چھوٹا کہ یہ حضرات اس ایک کپڑے میں پورا جسم ڈھانپنے کی کوشش کرتے تھے۔

”فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدَيْهِ“

”یعنی اس تہبند اور کبیل کی بھی یہ حالت تھی یا تو وہ آدمی پنڈلی تک پہنچتا تھا اور بعض وہ جو ٹخنوں تک پہنچتا تھا۔ اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے سمیٹنے کی کوشش کرتے۔“

یعنی یہ لوگ سجدہ رکوع میں یا اٹھتے بیٹھتے اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے تھے کیونکہ ان کپڑوں کی چوڑائی بہت کم تھی، اگر ہاتھ سے نہ پکڑتے تو کھل جاتے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ آيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مَنُّهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رَدَاءٌ إِلَّا إِزَارٌ وَإِنَّمَا كِسَاءٌ قَدِ بَطَوُا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدَيْهِ كَرَاهِيَةً أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے ستر صفہ والے صحابہ کو دیکھا کہ ان میں سے کسی پر چادر نہ تھی، تہبند تھا یا صرف کبیل، جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھے تھے جن میں سے بعض وہ جو آدمی پنڈلی تک پہنچتا تھا بعض وہ جو ٹخنوں تک پہنچتا تھا وہ اسے اپنے ہاتھ سے سمیٹے رہتا اس خوف سے کہ اس کا ستر دیکھ لیا جائے۔“ (مشکوٰۃ شریف: ص: ۴۷۷)

تشریح و توضیح:

”لَقَدْ آيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ“
”میں نے ستر صفہ والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا۔“

اصحاب صفہ:

صفہ چہوترے (تھڑا) کو کہتے ہیں مسجد نبوی شریف سے متصل طلباء کیلئے ایک چہوترہ مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں علم سیکھنے والے حضرات رہتے تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے تھے، ان کی تعداد کل چار سو ہے، ان کے منتظم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، خود بھی انہیں میں سے تھے، انکے پاس گھر تھا نہ دنیاوی سامان، نہ کوئی کاروبار، ہمیشہ مسجد میں حاضر رہنا، دن میں روزہ، تلاوت قرآن اور رات میں شب بیداری، ہر جہاد میں لشکر اسلام

پکڑ لیتے تھے کیونکہ ان کپڑوں کی چوڑائی بہت کم تھی، اگر ہاتھ سے نہ پکڑتے تو کھل جاتے۔“

”كَوَابِيَّةٌ أَنْ تَرَى عَوْرَتَهُ (أَنْ فِي نَظَرِ غَيْرِهِ أَوْ خَالَ صَلَوْتِهِ۔“

”یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کپڑے کو اسلئے سیٹھ لیتے تھے کہ کوئی انکا ستر نہ دیکھ لے، حالت نماز میں ہوں یا غیر حالت نماز میں۔“

انہی کے متعلق مندرجہ ذیل آیت اتری جس میں مسلمانوں کو انہیں صدقہ و خیرات دینے کی رغبت دلائی گئی:

”لِّلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْضِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَعْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔“

”ان فقیروں کیلئے جو راہِ خدا میں روکے گئے، زمین میں چل نہیں سکتے، نادان انہیں تو نگر سمجھے بچنے کے سبب، تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا، لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گرو گڑا نا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔“

اس آیت کے اندر اصحابِ صفہ کی پانچ صفتیں بیان کی گئیں:

”لِّلَّذِينَ أُخْضِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔“

”یعنی یہ حضرات طلب علم اور ضروری عبادات کی وجہ سے دنیاوی کاروبار سے روک دیئے گئے ہیں۔“

”لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ۔“

”یعنی یہ حضرات طلب علم، جہاد اور عبادات میں اس قدر مشغول ہیں کہ زمین میں چل پھر کر کمائی نہیں کر سکتے۔“

”يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَعْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ۔“

”یعنی ان لوگوں کے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنے اور اپنے فقر کو چھپانے کی وجہ سے ناواقف آدمی انہیں غنی و مالدار

سمجھتا ہے۔“

۴: ”تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ۔“

”کہ یہ حضرات خشوع و خضوع کے آثار یا بھوک کے اثرات سے پہچانے جاتے ہیں۔“

۵: ”لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۔“

”یعنی وہ شدید حاجت اور سخت مشکل میں بھی کسی سے کچھ نہیں مانگتے۔“

فوائد و ثمرات

۱: حدیث مندرجہ بالا سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دین کی خاطر گھر بار چھوڑ کر عظیم قربانی دی اور دین کی تحصیل، جہاد اور عبادات ایسی حالت میں ادا کیں کہ جسم پر پہنے کیلئے کپڑے ہیں نہ کھانے کے لئے خوراک۔

شدید ضروریات میں بھی اپنی سفید پوشی کو قائم رکھتے تھے اپنے چہروں سے بھوک اور پیاس کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے، ان سے باتیں کر نیوالا اور ان کی ظاہری حالت دیکھنے والا شخص انہیں خوشحال اور شکم سیرگمان کرتا تھا، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے ہوتا ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”اصحاب صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے ان کا کوئی گھر تھا نہ مال، اس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں بھوک کی شدت سے اپنے چکر کو زمین سے لگائے رکھتا تھا اور بھوک کے غلبہ کے وقت اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا، ایک دن میں ایک راستہ پر بیٹھا تھا جہاں سے لوگ گزر رہے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق پوچھا، میں نے اُن سے صرف اس لئے پوچھا تھا کہ شاید وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں اور مہمان بنا کر کھانا کھلائیں وہ چلے گئے اور مجھے ساتھ لے کر نہ گئے۔“

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی، ان سے بھی اسی لئے پوچھا تھا وہ

بھی مجھے لے کر نہ گئے۔

پھر سیدنا ابوالقاسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر ہوا، آپ مجھے دیکھتے ہی مسکرائے اور فرمایا:

ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! میں نے عرض کیا:

”لبیک یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!“

آپ نے فرمایا:

”میرے ساتھ آؤ اور چل پڑے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، آپ گھر چلے گئے میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی، گھر میں دودھ کا ایک پیالہ تھا آپ نے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے، گھر والوں نے کہا ہمارے لئے فلاں شخص نے ہدیہ بھیجا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”اے ابو ہریرہ!“ میں نے عرض کیا:

”لبیک!“ فرمایا:

”جاؤ تمام اہل صفۃ کو بلاؤ، وہ اہل اسلام کے مہمان ہیں، ان کا گھر بار ہے نہ مال ہے۔“

آپ کے پاس جب کوئی صدقہ آتا تو آپ اس کو انکے پاس بھیج دیتے تھے، اور خود اس میں سے بالکل نہیں کھاتے تھے اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تھا تو انکے پاس بھی بھیجتے تھے اور خود بھی اس میں سے تناول فرماتے تھے، مجھے آپ کا یہ فرمانا ناپسند لگا، میں نے سوچا یہ ایک پیالہ دودھ تمام اصحاب صفہ کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اب میں انکو بلا کر لاؤں گا پھر فرمائیں گے ان کو یہ دودھ پلاؤ، میرے لئے تو اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں بچے گا، مجھے یہ امید تھی کہ شاید آپ یہ سارا دودھ مجھے دے دیں گے، لیکن اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا، میں گیا اور ان کو بلا کر لایا، وہ سب آکر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا:

”ابو ہریرہ! یہ پیالہ انکو پیش کرو۔“

میں نے وہ پیالہ لیا اور ان میں سے ایک شخص کو پلایا، اسنے اس پیالے سے دودھ پیا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گیا، پھر میں نے دوسرے کو پلایا، حتیٰ کہ آخر میں میں اس پیالہ کو لیکر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لے کر گیا تمام اصحاب صفہ اسیر ہو کر پی لیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ پیالہ لے کر میرے ہاتھوں پر رکھ دیا اور فرمایا:

”بَقِیْتُ اَنَا وَ اَنْتَ قُلْتَ صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

“

”اے ابو ہریرہ میں اور تم رہ گئے۔“

میں نے عرض کی:

”ہاں! یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”اُقْعِدْ فَاشْرَبْ“ فَقَعَدْتُ

فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: ”اَشْرَبْ“ فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ ”اَشْرَبْ“ حَتّٰی قُلْتُ: لَا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدْ لَہٗ مَسْلَکًا! قَالَ: ”فَارْنِسْ“ فَأَعْطٰیئُہُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَ سَمَّیْ وَ شَرِبَ الْقُصْلَةَ۔“

(”رواہ البخاری والترمذی“: ۳۵۷، ۳۸۶)

”اے ابو ہریرہ بیٹھ کر پیو، میں نے بیٹھ کر پیا، آپ نے فرمایا اور پیو، میں نے پیا، میں اسی طرح پیتا رہا آپ فرماتے رہے پیو، حتیٰ کہ میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اب دودھ کیلئے کوئی راہ اور گنجائش نہیں پاتا، آپ نے وہ پیالہ لیا اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچے ہوئے کو پی لیا۔“

امام ابو نعیم نے حضرت فضالہ بن عبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے

روایت کیا ہے کہ:

”رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب نماز پڑھاتے تو یہ لوگ بھوک کی شدت سے قیام کے دوران گر پڑتے تھے دیہاتی لوگ ان کو مجنون گمان کرتے تھے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اصحاب صفہ کے فقر و مشقت کو دیکھ کر فرمانے لگے:

”اَبْشُرُوْا یَا اَصْحَابَ السُّقَّةِ فَمِنْ لَقِیْنِیْ

مِنْ اَصْنٰتِ عَلٰی النَّعْتِ الَّذِیْنَ اَنْتُمْ عَلَیْہِ رَا ضِیًا مِّمَّا فِیْہِ فَاِنَّہٗ مِنْ رِّقَاقِیْ۔“

”اے اصحاب صفہ خوش ہو جاؤ کہ میری امت میں سے جو

مجھے اس صفت (مندرجہ بالا صفات خمسہ) پر ملے گا جس پر تم ہو اس حالت میں کہ وہ راضی ہو جو اس میں پائے تو وہ میرے رفقاء اور دوستوں میں سے ہوگا۔“

۲: دوسری صفت جو اس حدیث پاک میں اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے بیان کی گئی کہ وہ حیاء کے ایسے پیکر تھے کہ حالت نماز میں ہوں یا غیر حالت نماز میں، کپڑے کی تنگی کے باوجود ایسے باحیاء کہ کسی پر اپنے ستر کو نہیں کھلنے دیتے تھے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ مکارم اخلاق (اچھے اخلاق) کی تکمیل کرنے والے پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ“
-
”حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (داخلہ کا سبب ہے)

اس میں درس عبرت ہے ان مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے جو باریک اور مختصر لباس پہن کر بے ستری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔
”الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ“
-

”حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (داخلہ کا سبب ہے)۔“

”الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلِّهِ“
”حیاء ساری کی ساری ہی بہتر ہے۔“

۳: اس حدیث پاک میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عبادات کو ایسی حالت میں بھی نہ چھوڑا جب پہنے کیلئے کپڑا ہے، نہ کھانے کیلئے کوئی چیز، لیکن آج ناشکری کی یہ حالت ہے کہ کپڑے اور خوراک وافر مقدار میں ہونے کے باوجود باقی عبادات تو دور کی بات نماز جیسی اہم عبادت کے لئے کوئی تیار نہیں۔ ہر طرف سے یہی جواب سننے کو ملتا ہے کہ کپڑے گندے ہیں، کاش اندر کی پلیدی و گندگی صاف ہو۔

۴: اس حدیث پاک میں خصوصی طور پر دینی طلباء و علماء جو شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے خدام ہیں، کیلئے سبق ہے کہ علم و عمل کے میدان میں ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راستے کو اپنایا جائے۔

اور دن رات فکر معاش میں در بدر کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کو مشعل راہ بنایا جائے، تاکہ دین کی پھر سے سر بلندی ہو۔

۵: چاہے فٹ پاتھ پر ہو یا کرسی صدارت پر مگر بہترین زندگی وہ ہے جو رب اور رب کے دین کیلئے وقف ہو جائے کہ انسان جو کام کرے نفس کے لئے نہیں بلکہ اللہ کیلئے کرے۔ اصحاب کہف کے کتے نے اپنی زندگی اللہ کے پیاروں کی خدمت کیلئے وقف کی تو اسے حیات جاودانی ملی، یہ ناپاک کتا وقف زندگی کی وجہ سے شان والا ہو گیا تو اگر انسان اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے وقف کرے تو انشاء اللہ فرشتوں سے بھی افضل ہو جائے گا۔

۶: اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لئے بھی درس ہے جو بلا ضرورت لوگوں سے سوال کرتے ہیں اور مانگتے ہیں۔
بلا ضرورت سوال کرنے اور پیشے کے طور پر اختیار کرنے پر حدیث مبارک میں بڑی وعید آئی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَيْسَ فِيهِ وَجْهٌ مَرْغُوعٌ لَحْمٍ“ (صحیح مسلم ۳۳۲۱)

”جو شخص لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:
”وہ شخص جہنم کا انگارہ مانگتا ہے۔“
ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

”وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُسْرِىَ بِهِ مَالَهُ كَانَ خَمًّا شَافِيًّا وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَرَضْفًا بِأَكْلِهِ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْثُرْ“

”جو شخص (افلاس کی بنا پر نہیں) محض مال میں اضافے کیلئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا یہ سوال اس کے چہرے پر زخم اور گھاؤ کی شکل میں ظاہر ہوگا اور جہنم کا گرم جلتا ہوا پتھر ہوگا جس کو وہ وہاں سے کھائے گا، اب (پیشہ ور مانگنے والوں پر منحصر

ہے) جس کا جی چاہے کم سوال کرے یا چاہے زیادہ کرے۔“ (جامع ترمذی)

۷: مسجد نبوی کے چبوترہ پر بیٹھ کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تربیت یافتہ اصحاب صفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے حیائی، اخلاقی حسنہ، تعلیم و تعلم، بلند ہمتی، اشاعتِ دین، تبلیغِ دین، محبت رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اسلام کے سر بلندی، عدل و انصاف، نظامِ حکومت، خوفِ خدا جَلَّ و علا، الغرض زندگی کے ہر شعبے میں ایسے کارنامے سر انجام دیئے جن پر آج بھی اسلام کو فخر و ناز ہے۔ اور انکی زندگیاں موجودہ مسلمان حکمرانوں، طلبائی، بلکہ تمام مسلمانوں کے راہِ نجات و فلاح اور حقیقی ترقی کی ضامن ہیں۔

خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سلطنت مصطفیٰ در مملکت کبریا جل و علا

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تخریج

بکر کوثر مفتی اعظم،
صاحبزادہ پیر محمد عبدالرحمن قادری اشرفی

لطف یہ ہے کہ اب وہ شاہی دربار ہی ہماری آنکھوں سے چھپ گیا۔ اس کی چہل پہل ہماری نگاہوں سے غائب بھی ہو گئی اس شہنشاہ نے ہم سے پردہ بھی فرمالیا۔ مگر اس کے آداب اب تک وہی باقی۔ اس کا طمطراق اسی طرح برقرار۔ پھر اس اس دربار کے قوانین فقط انسانوں ہی پر جاری نہیں بلکہ وسعت سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہو سکیں، جنات جھجکتے ہوئے حاضر ہوں، جانور سجدے کریں، بے جان کنکر اور درخت کلمے پڑھیں اور اشارہ پر گھومیں، چاند سورج اشاروں پر چلیں، اس کے اشارہ ابرو سے بادل آکر برسیں اور دوسرا اشارہ پا کر بادل پھٹ جائیں۔ غرضیکہ ہر عرشی فرشی اسی قاہر حکومت کے بندہ بے زر۔

مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دونوں جہاں کے مختار، حبیب کردگار، کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دربار ہے۔

قرآن اور آداب بارگاہ نبوی:

دوستو! آؤ ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں۔ اور دکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ، کونین کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے کیا ادب سکھائے؟

پہلی آیت:

کچھ لوگ زمانہ رسالت میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہی قربانی کر لیتے ہیں۔ (۱)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أُولَى الصِّدْقِ وَالصَّفَاءِ۔

دنیاوی بادشاہ اپنے درباروں کے آداب اور ان میں حاضری دینے کے قوانین خود بناتے ہیں اور اپنے مقررہ حاکموں کے ذریعہ رعایا سے ان پر عمل کراتے ہیں کہ جب ہمارے دربار میں آؤ تو اس طرح کھڑے ہو! اس طرح بات کرو! اس طرح سلامی دو! پھر جو کوئی آداب بجالاتا ہے اس کو انعام دیتے ہیں، جو اسکے خلاف کرتا ہے بادشاہ کی طرف سے سزا پاتا ہے۔ پھر ان کے یہ سارے قاعدے صرف انسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں جن، فرشتے، حیوانات وغیرہ کو ان سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ان پر ان کی کوئی سلطنت نہیں تو پھر یہ سارے آداب اس وقت تک رہتے ہیں جب تک بادشاہ زندہ ہے۔ اس کی آنکھ بند ہوئی وہ دربار بھی ختم۔ سارے آداب بھی فنا۔ اب نیا دربار ہے نئے قاعدے۔

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

بارگاہ نبوی کے آداب اللہ تعالیٰ نے خود سکھلائے: لیکن اس آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جس میں حاضر ہونے کے قاعدے، سلام و کلام کرنے کے طریقے خود رب تعالیٰ نے بنائے، اپنی خلقت کو بتائے کہ اے میرے بندو! جب اس دربار میں آؤ تو ایسے ایسے آداب کا خیال رکھنا! اور خود فرمایا کہ اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر

۱: "جامع البیان فی تفسیر القرآن": ابن جریر الطبری "سورة الحجرات، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ، (۱/۳۹)، (۴۲/۲۶)، طبع دارالمعرفة، بیروت۔

پہلی آیت:

کچھ لوگ زمانہ رسالت میں حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے ہی قربانی کر لیتے ہیں۔ (۱)

اور کچھ لوگ رمضان سے پیشتر روزے رکھنا شروع کر دیتے

ہیں۔ (۱)

توربت فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“ (۲)

”اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت ہے جانتا ہے۔“

اس آیت نے ادب سکھایا کہ کوئی مسلمان اللہ کے حبیب عَلَیْہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کلام میں، چلنے میں، غرض کسی بات میں حضور سے آگے نہ ہو! حتیٰ کہ راستے میں اگر حضور کے ساتھ جا رہا ہے تو آگے نہ چلے۔

دوسری آیت:

ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ جن کو اونچا سننے اور اونچا بولنے کی بیماری تھی۔ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تو بات کرنے میں آواز اونچی ہو جاتی۔ بھلا رب کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے حبیب کے حضور میں بلند آواز سے بولے؟ ارشاد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ“ (۳)

”اے ایمان والو! نبی عَلَیْہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

سبحان اللہ کیسا ادب سکھایا۔ کہ اس بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو زور سے بولنے کی بھی اجازت نہیں۔ حضرت ثابت بن قیس ابن شماس اس آیت کے نازل ہونے بعد بوجہ خوف بارگاہ نبوت حاضر نہ ہوئے۔ سرکار نے ایک روز دریافت فرمایا۔ کہ کچھ روز سے ثابت بن قیس نہیں آتے لوگوں نے حضرت ثابت بن قیس کے گھر جا کر غیر حاضری کا سبب پوچھا۔ فرمانے لگے میں جہنمی ہو گیا کیونکہ میری آواز اونچی ہے، اور آیت کریمہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ماجرا بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جنتی ہیں۔ یعنی اب تک جو ہو گیا وہ معاف ہے۔ (۴)

تیسری آیت:

اس کے بعد حضرت ابو بکر و عمر و بعض دیگر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن اس قدر آہستہ آواز سے کچھ عرض کرتے تھے کہ حضور عَلَیْہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کئی کئی بار پوچھتے تھے کہ کیا کہتے ہو۔ (۵)

ان کے حق میں یہ آیت کریمہ آئی:

۱: ”المعجم الاوسط“: الطبرانی ”باب الالف“ من اسمہ ابراہیم، (حدیث: ۲۷۱۳)، (۱۱۶۲)، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۲: ”القرآن“ سورة الحجرات، (۱: ۴۹)۔

۳: ”القرآن“ سورة الحجرات، (۲: ۴۹)۔

۴: ”تفسیر القرآن العظیم“ ابن کثیر الدمشقی ”سورة الحجرات، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا الصوٰۃ الخ، (۲: ۴۹)، (۲۰۶/۳)، طبع دار الفکر، بیروت، و ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: ابن جریر الطبری ”سورة الحجرات، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا الصوٰۃ الخ، (۲: ۴۹)، (۲۰۶/۲)، طبع دار المعرفۃ، بیروت۔

۵: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: ابن جریر الطبری: سورة الحجرات، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا الصوٰۃ الخ، (۲: ۴۹)، (۲۰۶/۳)، طبع دار المعرفۃ، بیروت، و ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر الدمشقی ”سورة الحجرات، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا الصوٰۃ الخ، (۲: ۴۹)، (۲۰۶/۳)، طبع دار الفکر، بیروت۔

۶: ”القرآن“: سورة الحجرات، (۳: ۴۹)۔

”إِنَّ الَّذِينَ يَعْصُونَ أَوْيَا أَنَّهُمْ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔“ (۶)

”بے شک وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں
پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ
لیا۔ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“
سبحان اللہ معلوم ہوا کہ یہ وہ دربار ہے جہاں کسی کو سزا دینا
کرنے کی ہمت نہیں۔

۔ اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں
سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں

چوتھی آیت:

قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ دوپہر کے وقت بارگاہ رسالت
میں پہنچے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دولت خانہ میں آرام
فرما رہے تھے۔ ان لوگوں نے حجرے شریف کے باہر سے پکارنا
شروع کر دیا۔ (۱)

رب تعالیٰ کو پسند نہ ہوا کہ کوئی اس دولہا کو پکار کر بلائے،
جس کے گھر میں حضرت جبریل بے اجازت نہیں جاسکتے۔ فوراً آیہ
کریمہ نازل ہوئی:

”إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَائِ الْحُجُرَاتِ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ۔“ (۲)

”اے پیارے وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے
ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں۔“

پانچویں آیت:

اب رب تعالیٰ ادب سکھاتا ہے:

”وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔“ (۳)

”اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ انکے پاس خود تشریف
لا تے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

ادب سکھایا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت آئے کہ میرے
محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام دولت خانہ میں ہیں تو ان کو آواز دے کر نہ
بلاؤ! بلکہ تشریف آوری کا انتظار کرو! جب وہ نازنین سلطان خود
تشریف لائیں تب عرض و معروض کرو!

چھٹی آیت:

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب سے
نکاح کیا۔ ولیمہ کی عام دعوت فرمائی۔ عام مسلمان جماعتیں بن کر آتے
تھے اور کھاتے پیتے تھے۔ آخر میں تین صاحب کھانے سے فارغ
ہو کر اس ہی جگہ بیٹھ گئے تھے۔ اور ان کی بات کا کچھ ایسا سلسلہ دراز
ہوا وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ مکان تنگ تھا ان کے بیٹھنے سے حضور
کو کچھ دشواری محسوس ہوئی مگر کرم کریمانہ کی وجہ سے ان سے نہ فرمایا کہ
چلے جاؤ!

ان حضرات کو یہ محسوس نہ ہوا۔ (۴)

بھلا رب تعالیٰ کو یہ کب پسند تھا کہ کوئی زیادہ بیٹھ کر ملال کا
سبب بنے آیت کریمہ اتری:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ

۱: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: ابن جریر الطبری ”سورة الحجرات، زیر آیت: ان الذین ینادونک الخ، (۴۹: ۴)“، (۷۷/۲۶)، طبع دارالمعرفة، بیروت۔ و ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر الدمشقی ”سورة الحجرات، زیر آیت: ان الذین ینادونک الخ، (۴۹: ۴)“، (۲۰۸/۳)، طبع دارالفکر، بیروت۔

۲: ”القرآن“: سورة الحجرات، (۴۹: ۴)۔

۳: ”القرآن“ سورة الحجرات، (۴۹: ۵)۔

۴: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: ابن جریر الطبری ”سورة الاحزاب، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا الخ، (۵۳: ۳۳)“، (۲۶، ۲۷/۲۶)، طبع دارالمعرفة، بیروت۔ و ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر الدمشقی ”سورة الاحزاب، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا الخ، (۵۳: ۳۳)“، (۵۳/۳)، طبع دارالفکر، بیروت۔

۵: ”القرآن“ سورة الاحزاب، (۵۳: ۳۳)۔

النَّاسِ إِلَّا أَنْ يُوْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِنَا ظَهْرِنَا لَهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَأَدْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مَسْنَأَيْنِ لِحَدِيثٍ۔“ (۵)

”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو! جب تک کھانا کھانے کیلئے بلائے نہ جاؤ! نہ اس طرح کہ کھانا پکنے کا انتظار کرو! ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ! اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ! بیٹھ کر باتوں سے دل نہ بہلاؤ!“

اس سے معلوم ہوا کہ باگاہِ نبوت میں دعوت کھانے کے آداب یہ ہیں کہ کھانا پکنے سے پہلے وہاں نہ پہنچو! اور کھانا کھا کر پھر وہاں نہ بیٹھو! کیوں؟ اس کی وجہ قرآن بیان فرما رہا ہے:

”إِنَّ دَلِكُمْ كَانَ يُوْذَى النَّاسِ فَيَسْتَحْجِبُ مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْجِبُ مِنَ الْحَقِّ۔“ (۱)

”تمہارے اس فعل سے میرے نبی کو ایذا ہوتی تھی۔ لیکن وہ (غیرت والے محبوب) تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔“

ساتویں آیت:

صحابہ کرام کا یہ طریقہ تھا کہ اگر محبوبِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی لفظ کو نہ سمجھ سکتے تو عرض کرتے ”رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا حَبِيبَ اللَّهِ!“ ہمارا لحاظ فرما دیجئے! یعنی اس لفظ کو دو بارہ فرما دیجئے تاکہ ہم سمجھ لیں۔ لفظ ”رَاعِنَا“ یہود کی زبان میں گستاخی کا لفظ تھا۔ انہوں نے یہی لفظ دوسرے معنی کی نیت سے بولنا شروع کر دیا۔ اور دل میں خوش ہوئے کہ ہم کو بارگاہِ رسالت میں بکواس پکنے کا موقع مل گیا۔ وہ

بھیدوں کا جاننے والا اور نبیوں سے واقف رب ہے اس کو یہ کیسے پسند ہو سکتا تھا کہ کسی کو میرے محبوب کی جناب میں گستاخی کا موقع ملے۔ (۲)

آیت کریمہ آئی:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔“ (۳)

”اے ایمان والو! راعنا نہ کہنا بلکہ یوں عرض کیا کرو کہ ”انظرنا“ یعنی رسول اللہ ہم پر نظر رکھیں اور سنو کہ کافروں کو دردناک عذاب ہے۔“

جس سے معلوم ہوا کہ یہ بارگاہِ ایسے ادب کی جگہ ہے جہاں ایسے لفظ بولنے کی گنجائش نہیں جس سے کسی دشمن کو بدگوئی کا موقع مل جائے۔“

آٹھویں آیت:

ایک زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ مالدار مسلمان حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی گفتگو کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے کہ فقراء مسلمین کو کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔ (۴)

تو آیت اتری:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْهِ نَجْوَاكُمْ صَدَقَہُ۔“ (۵)

”اے ایمان والو! جب تم اللہ کے رسول سے کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو!“

سبحان اللہ! اگر رب سے عرض و محروص کرنا ہو یعنی نماز پڑھنا ہو تو وضو کرنا کافی ہے مگر رب کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

۱: ”القرآن“ سورة الاحزاب (۵۳:۳۳)۔

۲: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: ابن جریر الطبری ”سورة البقرة“ زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا الخ، (۱۰۴:۲)، (۸۴/۱)، طبع دار المعرفۃ، بیروت۔ و ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر ”سورة البقرة“ زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا الخ، (۱۰۴:۱)، (۱۳۸/۱)، طبع دار الفکر، بیروت۔

۳: ”القرآن“ سورة البقرة، (۲:۱۰۴)۔

۴: ”لباب التاویل فی معانی التنزیل“: الخازن ”سورة المجادلة“ زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول الخ، (۸۵:۱۲)، (۵۲/۷)، طبع مطبعة مصطفى البابي الحلبي واولاده، مصر۔ و ”معالم التنزیل الذی بہامش الخازن“: سورة المجادلة، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول الخ، (۸۵:۱۲)، (۵۲/۷)، طبع مطبعة مصطفى البابي الحلبي واولاده، مصر۔

عرض کرنا ہو تو پہلے صدقہ و خیرات کرو! اس سے دو فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کو بھی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کا موقع مل جائے گا۔ دوسرے یہ کہ دل میں اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے گا۔ جو چیز کچھ خرچ اور محنت سے حاصل ہو اس کی وقعت ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ آیت کریمہ بعد کو منسوخ ہو گئی مگر بارگاہ رسالت کی شان کا پتہ لگ ہی گیا۔

اپنے محبوب کو مکہ معظمہ میں نہ رکھا، بلکہ وہاں سے تین سو میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں رکھا۔ تاکہ کوئی شخص حج کے طفیل زیارت نہ کرے بلکہ زیارت پاک کیلئے علیحدہ سفر کر کے حاضر ہو، تاکہ اس کو زیارت کی قدر ہو۔

نویں آیت:

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ“ (۱)

”اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ، آیت میں اس بارگاہ کا یہ ادب سکھایا کہ اے حاضر رہنے والو! جس وقت تمہارے کان میں میرے محبوب کے بلانے کی آواز پہنچے تو تم جس حال میں بھی ہو فوراً حاضر ہو جاؤ!

صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا اگر اس کی کچھ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب ”شان حبیب الرحمن“ کا مطالعہ کرو! جس میں بتایا گیا ہے کہ کوئی صحابی نماز میں ہوتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو پکارتے تو وہ نماز چھوڑ کر حاضر ہو جاتے تھے۔ (۲)

حتیٰ کہ ایک صحابی اپنی بیوی سے ہم بستری کر رہے تھے کہ انہوں نے حضور کا بلاوا سنا بغیر فراغت علیحدہ ہو گئے اور حاضر خدمت ہوئے۔ (۳)

ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے یہ چند آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں جس میں بارگاہ عالی کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل کی جائے تو اس کیلئے دفتر در کار ہیں۔

ادب پر انعامات اور بے ادبی پر پھٹکار کے دو

واقعات:

اب یہ بھی قرآن ہی سے پوچھ لو۔ کہ باادب اور خوش نصیب لوگوں پر حق تعالیٰ کے کیسے انعامات ہوئے؟ وہ گذشتہ آیات میں ضمناً معلوم ہو گئے کہ ان کو تقویٰ کا تمغہ دیا گیا، اور مغفرت، اور بڑے بڑے اجر کی خوشخبری دی گئی۔ کہیں فرمایا گیا کہ خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ غرض ان کی تعریف سے قرآن پُر ہے۔ بے ادبوں پر جو غضب الہی آیا اس کی بہت تفصیل نہیں کرتا صرف ۲ (دو) واقعات سناتا ہوں:

ولید کی گستاخی پر غضب الہی:

ولید ابن مغیرہ کافر نے ایک بار بکا تھا کہ آپ مجنون یعنی دیوانہ ہیں۔ اس کی اس گستاخی سے دل مبارک کو صدمہ پہنچا۔ پھر کیا

۱: ”القرآن“: الانفال، (۸: ۲۳)۔

۲: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: الطبری، سورة الانفال، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول الخ، (۸: ۲۳)، (۱۳۲/۹)، طبع دارالمعرفۃ، بیروت، و ”تفسیر القرآن العظیم“ ابن کثیر: ”سورة الانفال، زیر آیت: یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول الخ، (۸: ۲۳)، (۲۹۷/۲)، طبع دار الفکر، بیروت۔

۳: ”شرح معانی الآثار“ الطحاوی ”کتاب الطہارۃ، باب الذی یجامع ولا یزول، حدیث: ۳۰۰، ۳۰۱“ (۳۵/۱) طبع ایچ۔ ایم سعید کمپنی، کراچی۔ و ”الجامع الصحیح“: البخاری ”کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین، حدیث: ۱۸۰“ (۳۰/۱)، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔ و ”الجامع الصحیح“ مسلم ”کتاب الحيض، باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل الخ، حدیث: ۷۷۵، ۷۷۸“، (۱۵۵/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔

۴: ”القرآن“ سورة القلم، (۲: ۶۸ تا ۷۸)۔

غضبِ الہی کا دریا جوش میں آ گیا۔

سورہ قلم شریف میں اولاً تو اپنے محبوب کو ان کے فضائل اور خوبیاں سنا کر خوش کیا گیا کہ:

”مَا أَنتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ - وَإِنَّ لَكَ لَأَجْوَاعِيَّو مَمْنُونٍ - وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔“ (۴)
 ”اے پیارے تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ تمہارے لئے تو بے انتہا ثواب ہے اور بیشک تم بڑے ہی اخلاق والے ہو۔“

یعنی اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بکنے دو! وہ کچھ بھی بکنا پھرے ہم تو تمہاری ایسی خوبیاں بیان فرما رہے ہیں۔ اس کی نہ سنو! اپنے رب کی سنو!

گیارہویں آیت:

اب اس گستاخی پر توجہ غضب ہوتی ہے اس کے نوعیب ارشاد فرمائے گئے:

”وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ - هَمَّازٍ مَّشَّائٍ بِمَنِيمٍ - مَنَّاعٍ لِلْخَبِيرِ مُعْتَدٍ أَتَيْمٍ هٗ عَثَلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْنِيمٍ۔“ (۱)

”اے محبوب! ایسے کی بات نہ سنو جو جھوٹی قسمیں کھانے والا، ذلیل، خوار، طعنہ باز، بڑا چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گنہگار، سخت دل اس پر طرہ یہ کہ حرام کا بچہ ہے۔“ (۲)

جب ولید نے یہ آیت سنی تو اپنی ماں کے پاس پہنچ کر کہنے لگا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے جو میرے نوعیب بیان

فرمائے ہیں ان میں سے آٹھ کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں واقعی وہ عیب ہیں۔ مگر یہ تو بتا کہ میں حرامی ہوں یا حلالی؟ سچ بولنا! ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔ اس پر ماں نے کہا کہ واقعی تو ہے تو حرامی۔ تیرا باپ نامرد اور بہت مالدار تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ میری کوئی اولاد نہ ہوئی تو سارا مال (تیرے باپ کی میراث) غیر لے جائیں گے۔ تو میں نے ایک چرواہے سے زنا کروایا تو اس کا نطفہ ہے۔ (۳)

اس میں یہ بھی ارشاد ہو رہا ہے کہ جوشقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کو اپنا پیشہ بنالے اس کی اصل میں خطا ہوتی ہے۔ ایسے بدگوئیوں کو چاہئے کہ اپنے نطفہ کی تحقیق کریں۔

بارہویں آیت:

گستاخ نبوی کی شکل بگڑ گئی:

پھر ارشاد ہوا:

”سَنَسِمُهُ عَلَىٰ الْخُزْطُومِ۔“ ط (۴)

”ہم اسکی (سور کی سی) تھو تھنی پرداغ لگا دیں گے۔“

یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے۔ کہ اس کی بد باطنی چہرے سے نمودار ہوگی۔ آخرت میں تو جو ہوگا وہ ہوگا دنیا میں بھی ولید کی شکل بگڑ گئی۔ (۵)

اب بھی حضور کے گستاخوں کے چہروں پر ایمانی رونق نہیں ہوتی۔ بعض گستاخوں کے منہ پر کھیاں بھکتی اور آخر میں شکل بگڑتی دیکھی گئی۔ نعوذ باللہ منہ۔

... باقی آئندہ

شمارہ ص ۵۵۔۔۔

۱: ”القرآن“ سورة القلم، (۱۰: ۶۸ تا ۱۳)

۲: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“ الطبری ”سورة القلم، زیر آیت: عتل بعد ذلک زنیم، (۶۸: ۶۸)“ (۱۷۲۹)، طبع دارالمعرفة، بیروت۔ و ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر ”سورة القلم، زیر آیت: عتل بعد ذلک زنیم، (۶۸: ۱۳)“، (۳۰۴/۳)، طبع دارالفکر، بیروت۔

۳: ”الفتوحات اللالہیة بتوضیح تفسیر الجلالین“ الجمل ”سورة القلم، زیر آیت: عتل بعد ذلک زنیم، (۶۸: ۱۳)“، (۳۸۴/۴)، طبع مطبعة مصطفى محمد، مصر۔

۴: ”القرآن“ سورة القلم، (۱۲: ۶۸)۔

۵: خزائن و جلالین وغیرہ) ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“ الطبری ”سورة القلم، زیر آیت: سنسمہ علی الخرطوم، (۱۶: ۶۸)“، (۱۸۲۹)، طبع دارالمعرفة، بیروت۔ و ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر ”سورة القلم، زیر آیت: سنسمہ علی الخرطوم، (۱۶: ۶۸)“، (۳۰۵/۴)، طبع دارالفکر، بیروت۔

مقام مصطفیٰ ﷺ

حضرت علامہ، مفتی محمد امین

گویا یہ زخموں کی دوا اور بیمار کی شفقتی، بس میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہیبت سے میرے فرائض (کندھوں کے نیچے کی نرم ہڈی) کا پٹنے لگ گئے اور مجھے دنیا سے نفرت پیدا ہو گئی اور بس میں نے ایسی مسرت محسوس کی جو کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ زان بعد معاملہ روز بروز بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک رات جب میں وظائف پڑھنے کیلئے اٹھارات اندھیری تھی یکا یک دو بزرگ نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں نوری خلعت (پوشاک) تھی دوسرے کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا، ایک نے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) اور یہ دوسرا ایک فرشتہ ملائکہ مقررین میں سے ہے۔ یہ پیالہ تو شرابِ محبت کا ہے اور یہ خلعت خلعتِ رضا ہے۔ پھر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے مجھے وہ خلعت پہنا دی اور پیالہ شرابِ محبت والا مجھے پینے کے لئے دیا۔ اس خلعت کے پہننے سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے اور شرابِ محبت کا پیالہ پینے سے مجھ پر غیوں کے اسرار کھل گئے اولیاء کرام کے مقامات و دیگر عجائبات روشن ہو گئے۔ زان بعد میں نے ایک عالیشان مقام دیکھا جس کے دیکھنے سے عقل و فکر گرم ہو جائیں اور اس کی ہیبت سے اولیاء کرام کی گردنیں جھک جائیں اور اس کے انوار سے بصیرت کی آنکھیں چندھیا جائیں اس کے سامنے کروہین، روحانین، مقربین میں سے جو بھی آتا اس مقام کی ہیبت اور عظمت کی وجہ سے اس کی کمر جھک جاتی اور دیکھنے والا یہ جان لیتا کہ اگر کسی واصل کو کوئی مرتبہ ملتا ہے یا کسی محبوب کو کوئی بھید عطا ہوتا ہے یا کسی کو کوئی علم لدنی عطا ہوتا ہے یا کسی ولی کو کوئی تصرف عطا ہوتا ہے یا کسی مقرب کو کوئی مرتبہ تکوین عطا ہوتا ہے وہ اجمالاً، تفصیلاً، کلاً، بعضاً سب کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ

قول مبارک نمبر: ۸

غوثوں کے غوث محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی حسی حسینی قدس سرہ کی نظر میں مقام مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

ایمان افروز واقعہ:

شیخ المشائخ شیخ کبیر عارف باللہ سید محمد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں فرمایا:

”میں جوانی کے عالم میں بلخ سے بغداد روانہ ہوا تا کہ غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ کی زیارت سے شرف حاصل کروں۔ جب میں بغداد پہنچا تو دیکھا کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہ عصر کی نماز ادا فرما رہے ہیں اور جوں ہی آپ نے سلام پھیرا لوگ دست بوسی کیلئے اُمدائے میں بھی آگے بڑھا اور جب میں نے اپنی باری پر سلام عرض کیا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا تو سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا مرحبا بلخی اے محمد اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ تیرے مرتبہ اور تیری نیت کو جانتا ہے حالانکہ اس سے پہلے آپ کے ساتھ نہ کبھی ملاقات ہوئی نہ آپ نے کبھی مجھے دیکھا، نہ میں نے کبھی آپ کی زیارت کی تھی اور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کا یہ فرمانا کہ:

”اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ تیرے مرتبہ اور تیری نیت کو جانتا

ہے۔“

سب اسی مقام سے عطا ہوتا ہے۔ میں کچھ عرصہ وہاں ٹھہرا رہا کیونکہ میری نظر اس مقدس ومنور مقام پر ٹھہر نہیں سکتی تھی پھر کچھ عرصہ بعد مجھے اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کی توفیق سے اس اعلیٰ و افضل مقام کے سامنے ہونے کی قوت حاصل ہوئی لیکن ابھی اس اعلیٰ و افضل مقام پر نظر کرنے کی طاقت نہ تھی پھر کچھ عرصہ بعد مجھے سامنے ہونے کی طاقت و قوت عطا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس مقام کے اندر امت کے والی حبیب خدا سید الانبیاء ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پھر دیکھا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک طرف سیدنا آدم علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا جبریل علیہ السلام ہیں اور دوسری طرف سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور سامنے اکابر صحابہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے بعد اولیاء عظام حلقہ باندھے باادب کھڑے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں (یعنی حرکت تک نہیں کرتے) اور صحابہ کرام میں سے میں نے جن کو پہچانا وہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عباس تھے (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور اولیاء کرام میں سے جن کو میں نے پہچانا وہ حضرت معروف کرخنی، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل تستری، حضرت تاج العارفین ابوالوفا حضرت اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ عدی، حضرت شیخ رفاعی تھے (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور صحابہ کرام میں سے جو رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب تھے وہ سیدنا صدیق اکبر تھے اور اولیاء کرام میں سے زیادہ قریب غوث اعظم محبوب سبحانی تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ازاں بعد کسی نے یہ اعلان کیا کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کے دربار میں مقام اعلیٰ پر حاضر رہتے ہیں اور وہ وہ مقام ہے کہ جس کی طرف کسی کو نظر کرنے کی طاقت نہیں ہے نہ کسی نبی کو نہ کسی رسول کو نہ کسی فرشتہ ملک مقرب کو۔ ہاں جب نبیوں، رسولوں اور ملائکہ مقربین کو اور اولیاء کاملین کو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا شوق پیدا ہوتا ہے تو حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس اعلیٰ مقام سے اس مقام ذیشان میں نزول فرما کر جلوہ گر ہوتے ہیں تو یہ حضرات انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین زیارت سے مشرف ہو کر شوق

دیدار پورا کرتے ہیں اور اس مقام ذیشان کے انوار و تجلیات سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری سے اور بڑھ جاتے ہیں۔

نیز اس مقام کے احوال اور پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔ اس مقام ذیشان کا مرتبہ اور شان رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اور بڑھ جاتا ہے اور پھر دیدار کرانے کے بعد اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کے حبیب جب چاہتے ہیں اُس اعلیٰ و ارفع مقام جو کہ دربار الہی میں ہے تشریف لے جاتے ہیں اس اعلان کو سن کر سب نے کہا:

”سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا عُفْرَانُكَ رَبَّنَا وَالْيَنُكَ الْمَصِيْبُ۔“

اس کے بعد میرے لئے ایک نور چکا جس نے مجھے مشہود سے غائب کر دیا اور میں تین سال اسی حالت پر رہا اور تین سال کے بعد میں نے دیکھا کہ میں سامرا میں ہوں اور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور میں ہوش میں ہوں اور مجھے سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ نے فرمایا:

”اے بچی مجھے حکم ملا ہے کہ میں تجھے تیرے وجود کی طرف لوٹا دوں اور تجھ سے تجلی قہر سلب کر لوں اس کے بعد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے سارا واقعہ سنایا اور فرمایا اے بچی سن میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سات بار عرض کی تھی تب تجھے اس مقام ذیشان کی طرف نگاہ کرنے کی قوت عطا ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے اس اعلیٰ و ارفع مقام کے سامنے ہونے کی طاقت نصیب ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے دیکھنا نصیب ہوا کہ اندر کون ہے؟ پھر سات مرتبہ عرض کی تو تو نے ندا سنی پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے نور کی چمک نے وہاں سے یہاں پہنچا دیا ہے نیز اس سے پہلے میں نے تیرے لئے ستر بار دعا کی تھی تو تیرے پاس خلعت اور پیالہ شراب محبت کا پہنچا تھا۔“ (”سعادة الدارين“ صفحہ: ۲۶۳)

میری اپیل ہے کہ وہ حضرات جو رحمت کائنات سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں وہ آنکھیں کھولیں اور مذکورہ ارشادات و واقعات کو غور سے دیکھیں پھر پڑھیں بار بار پڑھیں اور اپنی عاقبت کو خراب نہ کریں۔

کہاں مقام مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ جہاں تک کسی ولی، غوث، قطب کی رسائی نہیں اور کہاں یہ گھٹیا سلف کہ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے میرے مسلمان بھائیو اے میرے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ کی امت ذرا غور کرو کہ ہم ہر نماز میں دعاء کرتے ہیں: ”اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔“

”یا اللہ ہمیں سیدھے راستے چلا ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر تیرا انعام ہے۔“

اور ظاہر ہے کہ اولیاء کرام، غوث، قطب، ابدال ہی وہ حضرات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام ہے۔ اور یہی حضرات ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب رحمت کائنات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ کے بلند سے بلند اور رفیع سے رفیع تر مقام کی طرف راہنمائی کی ہے لہذا ہمیں ان ہی کی تعلیم و راہنمائی پر قائم رہنا چاہئے۔

آج اس دور میں ان اولیائے کرام کی جماعت اور ان کے دامن سے وابستہ حضرات ہی حبیب خدا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ کے مقام کی رفعت کو بیان کرتے رہتے ہیں ان کے سوا جتنی جماعتیں ہیں وہ سب کی سب اس اللہ تعالیٰ کے حبیب رحمت کائنات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔“

”اے محبوب آپ کے ذکر کو ہم نے بلند و بالا کیا ہے۔“
ان کی عظمت انکی شان میں رفیع کو گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں۔

کوئی کہہ رہا ہے:

”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“

کوئی کہہ رہا ہے:

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

کوئی کہہ رہا ہے:

”ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے

بھی ذلیل ہے۔“ معاذ اللہ

اور یہ بیہودہ قول تو قرآن پاک کو بھی جھوٹا کہہ رہا ہے۔ معاذ اللہ۔

کیونکہ ”قرآن مجید“ میں ہے:

”وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا۔“

”یعنی موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دربار میں عزت و آبرو والے تھے۔“

اور یہ بد نصیب کہہ رہا ہے:

”ہر بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی

ذلیل ہے۔“ الا صان الحفیظ

اللہ تعالیٰ ہی مسلمانوں کے ایمان کو ایسے راہزنوں سے بچائے۔

کوئی کہہ رہا ہے:

”انسان آپس میں سب بھائی ہیں اور جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی کسی تعظیم کرو۔“

کوئی کہہ رہا ہے:

”شیطان کو روئے زمین کا علم ہے اور یہ نص سے ثابت ہے نبی کریم کیلئے تو روئے زمین کا علم ہونے کی کوئی نص ہے جس سے شرک ثابت کیا جاتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔“

اے میرے مسلمان بھائی ذرا غور کر کیا ایسے علماء علماء کہلانے کے حقدار ہیں کیا ایسے کو نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ کے روئے زمین کے علم کی کوئی نص نہیں ملی۔ لوہم احادیث مبارکہ سے ایک نص نہیں نصوصہا پیش کئے دیتے ہیں:

نص نمبر ۱:

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں، میں نے امیر المؤمنین فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

”رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سَلَّمَ نے ایک مقام پر کھڑے ہو کر بیان کرنا شروع کر دیا تو ابتداء آفرینش یعنی مخلوق کی

ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت جانے تک اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ بیان کر دیا صحابہ کرام میں سے جس کو کچھ یاد رہ گیا یاد رہ گیا اور جو بھول گیا بھول گیا۔“

(”صحیح بخاری“ صفحہ نمبر: ۲۵۳، جلد: ۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ یہاں صرف روئے زمین کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے مگر حدیث پاک نے تو ابتداء آفرینش سے لیکر جنتیوں کے جنت جانے اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ ہی بیان فرما دیا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ
الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْبَرِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ إِلَى يَوْمِ
الْقَرَارِ۔

نص نمبر: ۲

سیدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا سب کچھ بیان فرما دیا۔“

(”صحیح مسلم“ صفحہ: ۳۹۰، جلد: ۲)

نص نمبر: ۳

سیدنا ابو زید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر بیان کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے نماز ظہر پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر بیان شروع کر دیا حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت آ گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیچے تشریف لائے نماز عصر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر بیان کرنا شروع کر دیا پھر نماز مغرب تک اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور اس دن بھر کے بیان میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرما دیا، صحابہ کرام میں سے اس کو زیادہ یاد رہ گیا جس

کا حافظہ قوی تھا۔“

(”صحیح مسلم“ صفحہ: ۳۹۰، جلد: ۲)

سبحان اللہ سبحان اللہ روئے زمین کا علم کیا یہاں تو ماکان وما کیون سب کچھ بیان فرما دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ دلوں سے بغض نکل جائے تو سب کچھ نظر آجائے۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”مُجْمَلًا وَ مُفَصَّلًا۔“

”یعنی سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز کی تفصیل بھی بیان کی اور اجمال بھی بیان فرمایا۔“

اے میرے مسلمان بھائی ذرا آنکھیں کھول کر اور غور سے ان نصوص کو پڑھا اور اپنا ایمان بچا۔

اور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جزئیات کے متعلق غیب کے علم سے تو کتابیں بھری ہوئی ہیں لیکن نظر جب آئے جبکہ دل میں بغض مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کدورت نہ ہو۔

سوال:

اتنی نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے کیوں کہا جاتا ہے کہ شیطان کیلئے روئے زمین کا علم نص سے ثابت ہے لیکن حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روئے زمین کے علم کی کوئی نص نہیں۔

جواب:

اللہ تعالیٰ نے ”قرآن مجید“ میں کلمہ گودو جماعتوں کا ذکر فرمایا ہے:

ایک اللہ تعالیٰ کی جماعت ”أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ“
دوسری شیطان کی جماعت ”أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ“

اور قانون فطرت ہے کہ ہر کوئی اپنی جماعت کے سربراہ کو سراہتا ہے دوسری جماعت کے سربراہ کی خوبیاں نظر نہیں آیا کرتیں

اور یہ چیز سیاسی جماعتوں میں بھی عیاں ہے تو جو لوگ اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہیں وہ اسی جماعت کے سربراہ سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سراہتے ہیں ان کی تعریفیں عظمتیں بیان کرتے ہیں جیسے کہ آپ نے سیدنا خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ اور خواجہ خواجگان خواجہ محمد معصوم سرہندی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ولیوں کے ولی شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری اور مفسر قرآن علامہ سید محمد آلوسی اور محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہم کے فرامین پڑھے ہیں اور جو لوگ شیطان کی جماعت میں شامل ہیں وہ شیطان کی تعریفیں نہ کریں تو کیا کریں گے بدیں وجہ ان کو یہ نصوص صریحہ نظر نہیں آتیں اور نہ ہی صحیح احادیث مبارکہ نظر آتی ہیں:

”وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنَّمَا صُنِقَلَبُ يَنْقَلِبُونَ۔“

”اور شیطان کی جماعت والے علماء بالکل حبیب خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عیب جوئی کرتے رہتے ہیں۔“

چنانچہ مولانا سید غلام جیلانی رَحْمَۃُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا واقعہ اسی بات کا ثبوت ہے۔ ماہنامہ ”السعد“ جو ملتان شریف سے نکلتا ہے اس میں مولانا سید غلام جیلانی شاہ صاحب کا واقعہ پڑھ لیں۔

واقعہ نمبر ۱:

حضرت سید غلام جیلانی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”میرے استاد گرامی قدر مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رَحْمَۃُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مجھے سید دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کرائی تھی۔ وہ یوں کے میں راولپنڈی کے ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا وہاں کا ایک استاد بہت گستاخ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں ایسی باتیں کہہ جاتا تھا جن باتوں کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔“

مولانا سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سارا واقعہ گولڑہ شریف میں حضرت بابو جی رَحْمَۃُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

”اگر ایمان بچانا ہے تو اس مدرسہ کو چھوڑ دو۔“

میں نے پوچھا کہ پھر کہاں جاؤں تو بابو جی رَحْمَۃُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا آپ ملتان شریف علامہ کاظمی صاحب کے مدرسہ میں چلے جائیں اور وہیں جا کر پڑھیں۔

چنانچہ میں ملتان شریف حاضر ہوا تو حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب نے حالات پوچھ کر فرمایا اچھا ہوا کہ ایمان بچا کر نکل آئے۔ غلام جیلانی صاحب فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ وہاں کون سی بات تھی کہ میرا ایمان ضائع ہو جاتا؟

حضرت کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ:

”ہم لوگ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کمالات بیان کرتے ہیں اور وہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ سرکار نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نقص و عیب ڈھونڈ نکالیں۔“ العیاذ باللہ

بتاؤ تمہیں حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کمالات پسند ہیں یا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر عیوب و افتراء پسند ہے میں نے کہا مجھے تو کمالات پسند ہیں۔

اس پر غزالی زماں نے فرمایا آج رات تم سوو گے تو انشاء اللہ تمہیں سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوگی۔ اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود کرم فرمائیں گے تو خود حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھ لینا کہ کہاں پڑھنا بہتر ہے؟

سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں سویا تو اسی رات حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی:

”اچھا ہوا تم اس مدرسہ میں آگئے تمہارا ایمان بچ گیا۔ یہ سن کر میں نے خواب میں ہی عرض کیا وہاں (پہلے مدرسے میں) کوئی خرابی تھی جس سے میرا ایمان ضائع ہو جاتا؟

اس پر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”وہ لوگ مجھ میں عیب ڈھونڈتے اور نقص تلاش کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور (حضرت غزالی زماں) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جبکہ یہ میرے کمالات تلاش کرتے اور بیان کرتے ہیں۔“

بتاؤ تمہیں میرے کمالات سننا پسند ہے یا عیب سننا؟

میں نے عرض کیا:

”حضور مجھے آپ کے کمالات پسند ہیں۔“

سید غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا جب میں غزالی
زماں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے پاس سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوا تو
آپ نے فرمایا رات والے خواب کا حال سناؤ میں نے سارا خواب
بیان کیا تو بہت خوش ہوئے اور مجھے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی
زیارت پر مبارک باد دی اور فرمایا میں نے بھی تو یہی بتایا تھا۔

(”ماہنامہ السعید“ از ملتان شریف ماہ شوال، ۱۴۱۸ھ فروری ۱۹۹۸ء)

واقعہ نمبر: ۲

سیدی وسندی محدث اعظم پاکستان مولانا الحاج محمد سردار
احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوران درس واقعہ سنایا کہ:

”سیالکوٹ میں ایسے ہی لوگوں نے جلسہ کرنا چاہا اور وہ
زمانہ انگریزی اقتدار کا تھا ان لوگوں نے ڈپٹی کمشنر کو درخواست دی وہ
منظور ہوگئی اور جب جلسہ کے دن قریب آئے تو ڈپٹی کمشنر نے ایس، پی
کو آڈر کیا کہ جلسہ گاہ میں پولیس بھیجوتا کہ کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ ایس،
پی صاحب نے تھانیدار کو کہا کہ پولیس لے کر جلسہ گاہ میں پہنچ جاؤ
پھر ایس، پی صاحب بھی جلسہ گاہ میں پہنچ گئے اور ایک طرف کرسی پر بیٹھ
گئے پھر جب مولوی صاحب جنہوں نے بیان کرنا تھا وہ کرسی پر بیٹھے اور
بیان کرنا شروع کیا تو اول تا آخر یہی بیان کیا کہ نبی کو کوئی اختیار نہیں
اگر اختیار ہوتا تو یوں کیوں ہوا یوں کیوں ہوا؟

یہ سن کر ایس، پی صاحب سخت پریشان ہوئے اور جلسہ کے
اختتام پر تھانیدار کو کہا کہ مولوی صاحب کو میرے دفتر میں لے کر آؤ خود
ایس، پی اپنے دفتر میں چلے گئے۔ اور یہ جب تھانیدار صاحب مولوی
صاحب کو لے کر وہاں پہنچے تو ایس، پی صاحب نے پوچھا مولوی
صاحب میں کون ہوں؟

وہ بولے:

”آپ ایس، پی صاحب ہیں۔“

ایس، پی صاحب نے پوچھا مولوی صاحب کیا میرا کوئی
اختیار ہے؟

تو مولوی صاحب بولے:

”جناب آپ پورے ضلع کے مختار ہیں۔“

یہ سن کر ایس، پی صاحب طیش میں آگئے اور کہا مولوی
صاحب لعنت ہے تمہارے مذہب پر اور لعنت ہے تمہارے علم پر۔ غور
کر کہ جب میں تیرے جیسا انسان ہوں فرق صرف یہ ہے کہ
میں سرکاری ملازم ہوں اور تو مجھے پورے ضلع کا مختار کہہ رہا اور جن کی
خاطر زمین بنی، آسمان بنا، لوح و قلم، عرش و کرسی بنے ان کا کوئی
اختیار نہیں۔ میرا بس چلتے تو، میں تجھے جیل میں بند کر دوں۔

یہ ہے ایسے لوگوں کا نظریہ

نوٹ: نبی اکرم حبیب مکرم رسول محترم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
کے اختیارات کے متعلق فقیر کی کتاب ”مختار نبی“ کا مطالعہ
کریں۔ انشاء اللہ ایمان جگمگا اٹھے گا۔ (ابوسعید غفرلہ)
... باقی آئندہ شمار میں ...

کیا ہم اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت میں ہیں؟

مولانا محمد فضل غنی القادری اشرفی

جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوگا۔“

جن کی طرف اللہ نظرِ رحمت نہیں کرتا:

اللہ عزوجل جن کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرتا، اُن میں سے پہلا شخص وہ ہے:

۱: جو اپنی شلوار یا تہبند یا کوئی کپڑا تکبر کی وجہ سے زمین پر گھیٹتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔“
”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے گھیٹے، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔“

اور ”قرآن کریم“ میں بھی اسکی ممانعت آئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔“

”کہ زمین پر اکڑا کر نہ چل۔“

اُن میں سے دوسرا وہ شخص جو اپنی عورت سے دُبر کی طرف سے آتا ہو۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبْرِهَا۔“
”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرتا جو اپنی عورت کے پاس دُبر کی طرف سے آئے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ

۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صَوْرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ۔“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ صرف تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں اور

عملوں کو بھی دیکھتا ہے۔“

نظر کی دو قسمیں ہیں: نظرِ عام، نظرِ خاص

نظرِ عام: مشرق و مغرب، زمین و آسمان، بحر و بر، کائنات کی ہر ایک شے بڑی ہو یا چھوٹی، حتیٰ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔

نظرِ خاص: نظرِ خاص سے مراد نظرِ رحمت، اور یہاں حدیث میں نظرِ رحمت ہی مراد ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے، اللہ تعالیٰ صورتوں اور مال و دولت کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ دلوں کی طرف نظرِ رحمت

کرتا ہے، کہ دل میں خلوص ہے؟ بغض و کینہ سے پاک ہے، نورِ ایمان سے پُر ہے، اُس میں سچائی پائی جاتی ہے، تو اُس وقت اللہ تعالیٰ کی

نظرِ رحمت کا مرکز ہوگا، اور اسکے ساتھ ساتھ صورت پر بھی نظرِ رحمت ہوگی۔ تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت کا مرکز دل ہے۔ اور اللہ

تعالیٰ کا مقرب و معزز وہی ہے جو مخلص اور متقی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ”قرآن کریم“ میں ارشاد فرمایا:

”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔“
”بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرتا جو اپنی عورت کے پاس دُبر کی طرف سے آئے۔“

۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - الشَّيْخُ زَانٍ وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَذْهُو -“

”کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا بوزِ ہازانی، جھوٹا امام (حکمران) متکبر فقیر۔“

۴: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ فِي الْمَنْسَاءِ -“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص مقامِ منساء (منساء جہنم کا ایک مقام) میں ہوں گے۔“

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا نہ اس کی طرف نظرِ رحمت کرے گا اور نہ ہی ان کو پاک صاف کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

”مَنْ هُمْ جَلَّاهُمْ لَنَا قَالَ الْمَكْذِبُ بِالْقَدْرِ وَ مُذْمِنُ الْخَمْرِ وَالْمُنْتَبِئُ مِنْ وَلَدِهِ -“

”وہ کون لوگ ہیں ہمارے لئے بیان فرمادیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تَقْدِيرُ كُفْهَاتِهِ وَالْإِسْرَافُ فِي شَرَابِهِ“ اور دائمی شرابی اور اپنی اولاد سے بیزار ہونی والا۔

۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ وَ مُذْمِنُ الْخَمْرِ وَالْمَنَانُ بِمَا أُعْطِيَ -“

”کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی طرف اللہ رب العزت قیامت کے دن نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ اپنے والدین کے حقوق میں کمی کرنے والا اور دائمی شرابی اور جو چیز اس نے کسی کو دی ہو اُس پر

احسان جتلانے والا۔“

۶: اور ایک اور حدیث شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”يَا تَيْسَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَتَّبِعُ فِيهِ الْعَالِمُ وَلَا يَسْتَحْسِنُ فِيهِ الْخَلِيمُ وَلَا يُوقِفُ فِيهِ الْكَبِيرُ وَلَا يَرْحَمُ فِيهِ الصَّغِيرُ يُقْتَلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَلَى الدُّنْيَا قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الْأَعَاجِمِ وَالْأَسْنَمَةِ الْعَرَبِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يَنْكُرُونَ مُنْكَرًا، يَهْشَى الصَّالِحُ فِيهِمْ مُسْتَحْفِيًا أَوْ لَيْكُ شَرًّا خَلَقَ اللَّهُ - وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ -“

”کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں عالم کی اتباع نہیں کی جائے گی اور حلیم آدمی سے حیا نہیں کیا جائے گا اور بڑے کی عزت نہیں کی جائے گی اور چھوٹے پر رحم نہیں کیا جائے گا دنیا کی خاطر بعض بعض کو قتل کریں گے انکے دل عجیبوں کے دل ہونگے اور انکی زبانیں عرب کی زبانیں ہوں گی اچھائی کو اچھائی اور برائی کو برائی نہیں سمجھیں گے۔ نیک آدمی کو خفیف سمجھا جائے گا۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے بری مخلوق ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت والے دن انکی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔“

اس زمانے کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔

۷: ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَوَآءُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَسَبِّهَةُ بِالرَّجَالِ وَالذُّبُوثُ - (الذُّبُوثُ) (الَّذِينَ لَا يَبَالِسُ مَنْ دَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ) -“

”کہ تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں نہ داخل ہوں گے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انکی طرف نظرِ رحمت کرے گا۔ وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے (یعنی مرد بننے کو شش کرتی ہو۔ اور دیوث وہ شخص ہے جس کے گھر میں بلا روک ٹوک لوگوں کا آنا جانا ہو۔“

جتکی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت فرماتا ہے:

۱: یومِ عرفہ عرفات میں موجود لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت فرماتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى عِبَادِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا يَدْعُ أَحَدًا فِيهِ قَلْبِهِ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا أَغْفَرَهُ۔“

”بے شک اللہ اپنے بندوں کی طرف یومِ عرفہ کو نظرِ رحمت فرماتا ہے پس جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسے بخش دیا جاتا ہے۔“

۲: ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ میں لکھتے ہیں کہ:

(۱) ”اللَّهُ يَنْظُرُ إِلَى عِبَادِهِ نَظْرَ الرَّحْمَةِ فِي كُلِّ لَحْظَةٍ وَلَمْحَةٍ فَيَحْرَمُ أَهْلَ الْعَقَلَةِ۔“

”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف ہر لحظہ اور ہر لمحے میں نظرِ رحمت فرماتا ہے اور غفلت والے محروم رہتے ہیں۔“

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ میں لکھتے ہیں کہ:

(ب) ”فَإِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِ أَوْلِيَائِهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ۔“

”پس بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دلوں کی طرف ہر وقت نظرِ رحمت فرماتا ہے۔“

حضرت کعب بن زحرفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(ج) ”إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ۔“

”بے شک اللہ تعالیٰ ہر دن دو مرتبہ بیت المقدس کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی طرف لیلۃ القدر میں نظرِ رحمت فرماتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

(د) ”إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔“

”بے شک اللہ تعالیٰ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مومنین کی طرف لیلۃ القدر کو نظرِ رحمت فرماتا ہے۔“

(ر) ”إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى الْأَرْضِ وَأَوَّلَ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْهِ أَهْلُ الْحَرَمِ وَأَوَّلَ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْهِ أَهْلُ الْمَسْجِدِ۔ وَ مَنْ رَأَاهُ طَائِعًا غَفَرَهُ۔ وَ مَنْ رَأَاهُ مُصَلِّيًا غَفَرَهُ۔ وَ مَنْ رَأَاهُ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ غَفَرَهُ۔“

”بے شک اللہ تعالیٰ ہر رات زمین والوں کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ اور سب سے پہلے جس کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے وہ اہل حرم ہیں اور اہل حرم میں سے سب سے پہلے اہل مسجد کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ طواف کرنے کی حالت میں دیکھے اسے بھی بخش دیتا ہے۔ اور جس کو نماز پڑھنے کی حالت میں دیکھے اس بھی بخش دیتا ہے اور جس کو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کی حالت میں دیکھے تو اسے بھی بخش دیتا ہے۔“

حضرت وائلہ بن اسقع فرماتے ہیں:

(ز) ”اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف ہر روز ایک سو ساٹھ مرتبہ نظرِ رحمت فرماتا ہے اس میں شطرنج کھیلنے والے کا حصہ نہیں۔“

”وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِ بَكْمٍ۔“

”لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔“

یعنی اس میں یقین اور سچائی اور اخلاص اور یا کاری اور تمام اچھے اخلاق اور میرے احوال کی طرف دیکھتا ہے اور اعمال کی درستگی اور فساد کی طرف بھی دیکھتا ہے کہ اگر دل میں اخلاص اور سچائی ہو اور اعمال میں درستگی ہو تو اس کو ثواب دیا جائے گا۔ کیونکہ دل پر ہی تمام اعمال کا دار و مدار ہے۔

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ

الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ - أَلَا وَبِئْسَ قَلْبٌ -

”کہ بے شک جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے جب وہ تندرست ہو تو پورا جسم تندرست رہتا ہے اور جب وہ فاسد ہو تو پورا جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے۔“

اگر دل میں خلوص ہو یا کاری سے پاک ہو تو ایمان سے پُر ہو، تو پورا جسم اچھا اور تندرست رہتا ہے، اور اگر دل میں نفاق ہو۔ کئی ہو اور کینہ و بغض ہو تو تمام جسم بیکار ہو جاتا ہے۔

لہذا دل کی اصلاح کرنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ باطن صحیح کرے اور ظاہر کی خبر ہی نہ ہو ظاہر سے لوگ نفرت کرتے ہوں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ظاہر اور باطن صورت و سیرت دونوں کی اصلاح کرنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن کو بہتر فرمائے۔ آمین

معراجِ مصطفیٰ ﷺ

مولانا محمد ندیم اقبال قادری اشرفی

نمبر: ۱

(۱) بعض علماء نے کہا کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے واقعات کو ”اسراء“ کہتے ہیں۔ کیونکہ ”قرآن مجید“ میں اس کی اخیر حد مسجد اقصیٰ بیان فرمائی گئی ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى“

اس آیت کریمہ کے اندر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کو ”اسروی“ سے بیان فرمایا۔

مسجد اقصیٰ کے بعد کے واقعات کو ”معراج“ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسے حدیث میں ”فَعَرَجَ لِي إِلَى السَّمَاءِ“ (صحیح بخاری) سے تعبیر کیا گیا۔

(ب) جمہور فقہاء، محدثین، متکلمین کا قول یہی ہے کہ ”اسراء“ اور ”معراج“ ایک ہی ہے۔ بیتِ ام ہانی یا حطیم سے مسجد اقصیٰ اور پھر وہاں سے جہاں تک اللہ عزَّ وَّجَلُّ نے چاہا تشریف لے جانے کو ”اسراء“ بھی کہتے ہیں اور ”معراج“ بھی..... پورے واقعے کو ”اسراء“ نام رکھنے کی وجہ تو ظاہر ہے اور چونکہ اس کا اکثر حصہ عالمِ علوی سے متعلق ہے۔ جبکہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عالمِ بالا میں تشریف لے گئے۔ اس لئے اسے معراج بھی کہتے ہیں۔

۲: معراج بیداری کی حالت میں ہوئی یا خواب میں، روحانی تھی کہ جسمانی؟
صحیح یہ ہے کہ معراج جسمانی تھی اور بیداری میں ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
”تَحْمَدًا وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم۔“
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْد:
”سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر۔“

”پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دیکھائیں بے شک وہ سنا، دیکھتا ہے۔“

عقیدہ اہلسنت:

معراج شریف کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکارِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ۲۷ رجب المرجب ۱۱ نبوی بروز پیر رات کے پچھلے حصے میں حرمِ پاک سے لامکاں تک بیداری کی حالت میں روح مع الجسم معراج ہوئی۔

معراج شریف کے متعلق چند باتوں کا جاننا ضروری ہے:
۱: اسراء اور معراج ایک ہی واقعہ کے دو نام ہیں یادوں الگ الگ دو واقعے ہیں۔

۲: معراج بیداری کی حالت میں ہوئی یا خواب میں، روحانی تھی یا جسمانی۔

۳: معراج ایک بار ہوئی کہ متعدد بار

۴: معراج کب ہوئی۔

(”جامع البیان“ ج: ۱۵، ص: ۲۳-۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

۳: معراج ایک بار ہوئی کہ متعدد بار:

اہل اسلام کے عرف میں معراج بول کر مراد لیتے ہیں وہ صرف ایک بار ہوئی۔ اسکے علاوہ مزید متعدد بار خواب میں معراج ہوئی۔ ”زرقانی علی المواب“ میں ہے کہ بعض عارفین نے فرمایا کہ چونتیس بار معراج ہوئی۔ ایک بار بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ اور تینتیس (۳۳) بار خواب میں صرف روح کے ساتھ۔

(”شفا“ ص: ۴، شرح شفا للملا علی قاری اول، ص: ۲۰۳)

۴: معراج کب ہوئی:

معراج ستائیس (۲۷) رجب دوشنبہ کی شب میں ہوئی اور بیداری میں جسم کیساتھ ہوئی۔ اور مسجد حرام سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا۔ سارا واقعہ ایک ہی رات میں رات میں ہوا اور بعد بعثت قبل ہجرت ہوا۔ البتہ اسکے علاوہ متعدد بار اور بقول بعض عرفاء مزید تینتیس (۳۳) بار معراج ہوئی۔ جو مکہ معظمہ میں بھی ہوئی اور مدینہ طیبہ میں بھی قبل بعثت بھی اور بعد بعثت بھی۔

لفظ ”سُبْحَانَ“:

۱: یہ اسم مصدر ہے۔ ۲: یہ علم مصدر ہے۔ ۳: مصدر ہے۔

”الذی“:

اسم موصول ابہام کیلئے ہے جو عظمت شان کے اظہار کیلئے ہے کہ اس کی ذات وہ سرا اسرار ہے جس کے حریم قدس تک انسانی عقول کی رسائی نہیں۔ نہ صرف یہ کہ اسکی ذات ہی تک رسائی نہیں بلکہ اس کے افعال کے اسباب و علل تک بھی کسی کی باریابی نہیں۔

”السَّوْی“:

اس کا مادہ ”سَوَّی“ ہے۔ اسکے معنی رات میں چلنے کے ہیں۔ اس کا مصدر ”سَوَّیة“ اور ”سَوَّیة“ اور ”سَوَّیَان“ بھی آتا ہے۔ ”اسروی“ باب افعال سے لازم ہے۔ اسی لئے باء لاکر ”بعبدہ“ میں متعدی فرمایا۔ مطلب یہ ہوا کہ اپنے بندے کو رات کے

صحیح یہ ہے کہ معراج جسمانی تھی اور بیداری میں ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ نصوص اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوں گی۔ جب تک ظاہر سے عدول پر کوئی دلیل نہ ہو۔ اور معراج کے جسمانی اور بیداری کی حالت میں ہونے پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر معراج منامی اور روحانی ہوتی تو قریش اس سے انکار نہ کرتے۔ کیونکہ اس میں کوئی استبعاد نہیں کہ کوئی شخص یہ خواب دیکھ لے کہ میں بیت المقدس گیا۔ استبعاد اسی وقت پیدا ہوگا کی جب کوئی یہ کہے کہ میں بیدار میں اپنے جسم کے ساتھ بیت المقدس گیا اور پھر رات میں واپس آیا۔

پھر یہ کہ معراج سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم معجزات میں سے ہے۔ اور معجزہ اس وقت ہوگا کہ یہ خرق عادت ہو۔ اس کا وقوع عادۃ محال ہو۔ اس قسم کا خواب دیکھ لینا خرق عادت نہیں۔ خرق عادت یہ ہے کہ جاگتے ہوئے جسم کے ساتھ یہ سیر کی گئی ہو۔

خواب میں معراج کے بارے میں روایت:

امام جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۲۰ھ لکھتے ہیں:

”ہمارے نزدیک صحیح اور برحق قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رات میں مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جیسا کہ احادیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کرایا اور آپ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء اور رسل کو نماز پڑھائی، اور آپ کو بہت سی نشانیاں دکھائیں، اور جس شخص نے یہ کہا کہ صرف آپ کی روح کو معراج کرائی گئی تھی اور یہ جسمانی معراج نہیں تھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ واقعہ آپ کی نبوت پر دلیل نہ ہوتا، اور نہ اسکی حقیقت کا منکرین انکار کرتے، اور اگر یہ صرف خواب کا واقعہ ہوتا تو مشرکین اس کا رد نہ کرتے کیونکہ خواب میں کسی عجیب و غریب چیز کو دیکھنے پر کسی کو حیرت نہیں ہوتی اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ”اسویں بعبدہ“ یہ نہیں فرمایا کہ ”اسویں بوجہ عبده“ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا براق پر سوار ہونا بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی کیونکہ کسی سواری پر سوار ہونا جسم کا تقاضا ہے نہ کہ روح کا۔

تھوڑے سے حصے میں لے گئی۔ یہاں ”لیلہ“ کے ذکر کی وجہ سے تجریداً صرف لے جانے کے معنی میں ہے۔ ”لیلہ“ کے ذکر کرنے سے دو فائدے ہیں:

اول یہ ہے کہ ”اسوس“ بھی مجازاً دن میں چلنے کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے ازالے کیلئے ”لیلہ“ فرمایا۔

دوسرا یہ کہ عرب والے جب ”سوس فلان لیلہ“ بغیر ”نساء“ بولتے تو ان کی مراد یہ ہوتی کہ کچھ حصے میں چلا۔ جب پوری رات سیر کرنے کو بتانا ہوتا ہے تو کہتے ہیں ”سوس فلان لیلہ“ ”نا“ کے ساتھ۔ اسی میں یہ ارشاد بھی ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

”فَأَسْرِ بِعَبْدِي لَيْلًا۔“

افادہ یہ کرنا ہے کہ یہ مبارک سیر پوری رات نہ تھی۔ رات کے کچھ حصے میں تھی۔ ”لیلہ“ کی توین برائے تھلیل نے اس معنی کو اور واضح کر دیا۔

”إِلَى الْمَسْجِدِ الْقُصِيِّ“

اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ قصی اسم تفضیل مذکر ہے۔ اس کا مادہ ”قَصَوُ“ ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں۔ قصی کے معنی زیادہ دور۔ یہ مکہ معظمہ سے چالیس دن کی دوری پر ہے۔ اس لئے اس کو قصی کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کعبہ کی تعمیر کے چالیس سال بعد ڈالی تھی۔

”بَرَكَتًا حَوْلَهُ“

مسجد قصی انبیاء سابقین کا مولد مسکن اور مدفن اور ان کا قبلہ ہے، اس لئے اسکے ارد گرد بے شمار برکات دینیہ ہیں اور وہ خطہ بڑا زرخیز ہے۔ اسکے آس پاس باغات کھیتیاں نہریں بکثرت ہیں جن میں ہر قسم کے میوے، غلے، پھل، پھول وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔

”هَٰذَا بَيْنُنَا“

اس سے صرف ان نشانیوں کو مراد لینا جو مسجد حرام اور مسجد قصی تک دکھائی گئیں تخصیص بلا تخصص ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ ان آیات کو بھی عام ہو جو مسجد قصی کے بعد سدرۃ المنتہی تک دکھائی گئیں..... اس آیت کریمہ میں مسجد قصی تک کا تذکرہ اس بنا پر

ہے کہ یہ معلوم تھا کہ کفار و مشرکین اس کا انکار کریں گے اور تصدیق کی صورت یہ ہوگی کہ وہ مسجد قصی کی تفصیلی ہیئت دریافت کریں گے۔ اور صحیح بتانے کی صورت میں ان کی زبانیں بند ہو جائیں گی۔ اور سعادت مند قلوب کو اطمینان ہو جائے گا۔

احکام:

مسجد حرام سے مسجد قصی تک معراج کا ثبوت قطعی یقین ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ اور مسجد حرام سے لیکر سدرۃ المنتہی تک کا ثبوت احادیث کثیرہ سے ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔ معراج کی حدیث قریب قریب تیس (۳۰) صحابہ کرام سے مروی ہے۔

تشریحات:

معراج کی صبح کو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب سے ابو جہل کا گزر ہوا اس نے پوچھا کیا کوئی اور بات ہوئی؟ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”رات مجھے بیت المقدس لے جایا گیا۔“

اس نے کہا اور تم صبح کو ہمارے سامنے آ موجود ہوئے۔ فرمایا ہاں اس نے کہا میں اپنی قوم کو بلاتا ہوں۔ کیا اسکے سامنے بھی یہ سب بیان کر دو گے۔ فرمایا ضرور ضرور بیان کر دوں گا۔ ابو جہل نے پکارا۔ اے بنی کعب! یہ سنتے ہی سب لوگ سمٹ کر ان دونوں کے پاس جمع ہو گئے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سب کے سامنے پورا واقعہ سنایا۔ سنانے کے دوران کچھ مسخرے سیٹی بجاتے رہے کچھ جو کروں کی طرح سروں پر ہاتھ رکھ دیتے۔ ان میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جو بیت المقدس جا چکے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم مسجد قصی کا نقشہ ہمیں بتا سکتے ہو اس پر مسجد قصی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیش نظر کردی گئی۔ انہوں نے مسجد قصی کے بارے میں جو کچھ پوچھا سب بتا دیا۔ سننے کے بعد ان لوگوں نے تصدیق کی کہ آپ نے صحیح بتایا ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ”اسماء“ کی صبح کو بہت سے لوگ فتنے میں پڑ گئے۔ کچھ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے ہیں۔ اس پر حیرت زدہ ہو کر لوگوں نے کہا۔ آپ اسکی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک رات میں شام گئے اور رات میں مکہ واپس ہو گئے۔ صدیق اکبر نے فرمایا: ہاں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ ان کے پاس آسمان کی خبر آتی ہے۔ اس بنا پر ان کا نام صدیق پڑا۔

فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا دواہم فتاویٰ

مولانا شہزاد احمد مجددی

جُنُوبُكُمْ۔ (۱)

”پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔“ (۲)

صحیح بخاری شریف میں ہے۔

”حَدَّثَنَا السُّحْقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ جِهَنُّ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُمْ“ (۳)

ترجمہ: ابومعبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت (عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی اس آواز کو سن کر ہی مجھے معلوم ہوتا کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
”الَّذِي تَكْرِيدُ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ“ اور دواہم

فتاویٰ:

فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔ لیکن کچھ بد نصیب حضرات خود تو اس سے محروم ہیں ہی دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنے سے ان لوگوں کی نماز میں خلل آتا ہے جو بعد میں جماعت کے ساتھ ملتے ہیں۔ حیرت کا مقام یہ ہے کہ ہر بات میں بخاری کی حدیث کا مطالبہ کرنے والوں کو نماز کے بعد اونچی آواز میں ذکر سے روکنے کے لئے جب کوئی دلیل نہیں ملتی تو قیاس سے کام لیتے ہیں لیکن ان شاء اللہ فقیر دلائل سے ثابت کرے گا کہ نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنا جائز اور اس سے روکنے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ

۱: ”سورة النساء: ۱۰۳۔

۲: ”کنز الایمان“

۳: ”أخرجه بخاری في الصحيح ۲۸۸/۱، كتاب: الاذان، باب: الذكر بعد الصلوة، رقم ۸۰۵ دار ابن كثير بيروت، مسلم في الصحيح ۴۱۰/۱، كتاب: المساجد، باب: الذكر الصلوة، رقم ۵۸۳ دار احياء التراث العربی بیروت، أحمد بن حنبل في المسند ۳۶۷/۱، باب: مسند عبد الله بن العباس، رقم ۳۷۸ مؤسسة قرطبة مصر، عبد الرزاق في المصنف، ۲۳۵/۲، باب: مكث الامام بعدما يسلم، رقم ۳۲۵ المكتبة الاسلامی بیروت، الحمیدی فی الجمع بین الصحيحین ۳۳/۲، رقم ۱۰۱۸ دار ابن حزم بیروت، حسام الدين الهندي فی كنز العمال ۱۰۸/۸، باب: لواحق الصلوة، رقم ۲۲۶۷۸ دار الكتب العلمیہ بیروت، أبی عوانه الاسفرائنی فی المسند ۵۵۲/۱، باب: ذكر الأخبار التي تبين قول النبي صلى الله عليه وسلم، رقم ۲۰۶۵ دار المعرفة بیروت، أبی نعیم الاصبهانی فی المسند المستخرج علی صحيح الامام مسلم ۱۸۳/۲، باب: فی رفع الصوت، رقم ۱۲۹۴ دار الكتب العلمیہ بیروت۔ (حوالہ نمبر ۳ کا بقیرا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

تو بلند آواز سے ذکر کرتے۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی اس آواز کو سن کر ہی مجھے معلوم ہوتا کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

دو نجدی مفتیوں کے اہم فتوے:

سعودی عرب کے دو نجدی مفتیوں (شیخ ابن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین) سے فرض نماز کے بعد ذکر کے بارے میں استفتاء کیا گیا انھوں نے ان فتاویٰ کے جو جوابات دیئے وہ فتاویٰ اسلامیہ میں شائع ہوئے۔ دونوں فتاویٰ (سوال مع جواب) قارئین کی خدمت میں پیش ہیں اور فیصلہ قارئین کے پاس ہے کہ وہ خود فیصلہ کر لیں کہ پاکستان کے نجدی اپنے آپ کو سعودی نجدیوں کا ہم مسلک صرف ریال ٹورنے کے لئے کہتے ہیں۔

پہلا فتویٰ

سوال:

”فرض نمازوں کے بعد تسبیح کے سری یا جہری پڑھنے کے بارے میں ہمارے ہاں بہت جھگڑا ہے لہذا امید ہے کہ اس موضوع کے درج ذیل پہلوؤں کے بارے میں رہنمائی فرمائیں گے:

- ۱: تسبیح جہری طور پر پڑھنا افضل ہے یا سری طور پر؟
- ۲: اگر جہری طور پر پڑھنے سے ان لوگوں کی نماز میں خلل پڑتا ہو، جن کی کچھ نماز جماعت سے رہ گئی ہو تو اس کا کیا حل ہے؟
- ۳: اس قسم کے مسائل کے بارے میں جھگڑا کرنے والوں کے لئے جو خصوصاً مسجدوں میں جھگڑتے ہوں، آپ کی کیا نصیحت ہے؟

جواب:

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

حدیث سے ثابت ہے کہ:

”أَنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حَبِيبٌ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ“ (۱)

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی اس آواز کو سن کر ہی مجھے معلوم ہوتا کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔“

یہ حدیث صحیح ہے اور اسی طرح وہ احادیث جو اس کے ہم معنی ہیں اور ابن زبیر، مغیرہ بن شعبہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، وہ سب بھی اس بات پر دلالت کتات ہیں کہ فرض نماز سے فراغ ہونے کے بعد اس قدر بلند آواز سے ذکر مشروع ہے، جسے وہ لوگ بھی سن لیں، جو مسجد کے دروازے کے پاس یا گرد و پیش ہوں اور انھیں معلوم ہو جائے کہ نماز مکمل ہو گئی ہے اور جس شخص کے پاس کوئی نماز پڑھ رہا ہو، اسے چاہئے کہ وہ نسبتاً ذرا کم آواز سے ذکر کرے تاکہ اس کی نماز میں خلل نہ پڑے، اس کے لئے افضل یہی ہے تاکہ اس سلسلہ کی دیگر احادیث پر بھی عمل ہو جائے۔ فرض نماز سے فراغت کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً اس میں اللہ تعالیٰ کیلئے ثناء کا اظہار ہے کہ

(بقیہ حوالہ نمبر ۳) محمد بن عبد الوہاب فی مجموعۃ الحدیث ۲۸۰/۱، باب: صفة الصلوة، رقم ۹۸۱، ۹۸۲ مطابع الریاض۔ نووی فی شرح صحیح مسلم ۸/۲، باب: الذکر بعد الصلوة، رقم ۵۸۳ دار احیاء عمدة القاری ۱۲/۶، باب: الذکر بعد الصلوة، رقم ۸۲۱ دار احیاء المعیود ۱۳/۳، باب: التکبیر بعد الصلوة، رقم ۱۰۰۳ دار الکتب الفکر بیروت۔ ابن تیمیہ فی الفتاویٰ الکبریٰ ۱۸۴/۱ دار المعرفۃ بیروت۔ محمد بن مفلح المقدسی فی الفروع وتصحیح الفروع ۳۹۹/۱ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ عبد اللہ المقدسی فی الکامل فی فقہ الامام أحمد بن حنبل ۱۲۵/۱ المکتب الاسلامی بیروت۔ عبد اللہ المقدسی فی المغنی فی فقہ الامام أحمد بن حنبل ۳۲۴/۱ دار الفکر بیروت۔ ابن تیمیہ فی مجموعۃ فتاویٰ ۵۱۰/۲۲ مکتبہ ابن تیمیہ بیروت۔ منصور البہوتی فی کشاف القناع ۳۶۶/۱ دار الفکر بیروت۔ مصطفیٰ السیوطی فی مطالب اولی النہی فی شرح غایۃ المنتہی ۳۶۹/۱ المکتب الاسلامی بیروت۔ أبو محمد الاشبیلی فی الأحکام الشرعیۃ الکبریٰ ۲۸۴/۲ مکتبۃ الرشیدیہ۔ تقی الدین فی عمدة الأحکام ۸۹۶/۲، باب: الذکر کما عقیب الصلوة دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جلال الدین سیوطی فی الحاوی للفتاویٰ ۴۹۲/۲ نووی فی الأذکار المختبۃ صفحہ ۵۹ دار الکتب العربی بیروت۔

اس نے احسان فرمایا کہ اس عظیم فرض کے ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ اس میں جاہل کے لئے تعلیم اور بھولنے والے کیلئے تذکیہ کا سامان بھی ہے اور اگر اس طرح بلند آواز سے ذکر نہ کیا جاتا تو یہ سنت بہت سے لوگوں سے مخفی رہ جاتی۔ وَاللّٰهُ وَلِئِنَّ التَّوْفِیْقَ

شیخ ابن باز: (۱)

اس فتویٰ سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا منع نہیں بلکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے لہذا اس سے منع کرنے والے سنت پر عمل کرنے سے روکتے ہیں۔

جس شخص کے پاس کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ آواز کو نسبتاً کم کر لے لیکن ذکر کرتا رہے۔

فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے پر متعدد احادیث دلالت کناں ہیں۔

سوال میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جہری طور پر پڑھنے سے ان لوگوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے، جن کی کچھ نماز جماعت سے رہ گئی ہو تو اس کے جواب میں شیخ ابن باز نے آواز کو نسبتاً پست کرنے کا فتویٰ دیا ہے، ذکر سے منع نہیں کیا معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں جھگڑا کر نیوالے، خمیشت وہابی جھگڑا اور فساد ہیں اور نماز میں خلل کو بہانہ بنا کر دراصل عوام کو اللہ کے ذکر سے محروم کرنے کے مشن پر عمل پیرا ہیں۔

دوسرا فتویٰ

مجدد مفتیوں کے نزدیک فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کے بے شمار فوائد ہیں اگر شریعت میں فرض نماز کے بعد جہری ذکر منع ہوتا تو فوائد چہ معنی دارد؟

سوال:

”نماز کے بعد بلند آواز سے استغفار اور ذکر کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے اور یہ معلوم ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنے میں دوسروں کے لئے دشواری ہے اور ان کے لئے خشوع کے ساتھ تسبیح و ذکر کرنا مشکل

ہو جاتا ہے نیز جو شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے؟

جواب:

سنت یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد ذکر کو اس طرح بلند آواز سے کیا جائے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر ذکر بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”أَنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔“ (۲)

”نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں یہ معمول تھا کہ فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔“

اگر سب لوگ اس موقع پر بلند آواز سے ذکر کریں تو اس سے کچھ لوگوں کے ذکر میں خلل نہیں آئے گا بلکہ خلل اس وقت آئے گا جب کچھ لوگ بلند آواز سے ذکر کریں اور کچھ آہستہ آواز سے کیونکہ اس موقع پر آہستہ ذکر کرنے والے کو تشویش ہوگی اور اگر وہ بھی دوسروں کی طرح بلند آواز سے ذکر کرے تو اسے بھی کوئی تشویش نہ ہوگی۔ جو لوگ اپنی باقی نماز کے ادا کرنے میں مصروف ہیں تو ان کے لئے یہ تشویش خود ان کی اپنی وجہ سے ہے اگر وہ بھی نماز کے لئے پہلے آتے، ساری نماز باجماعت ادا کرتے تو انھیں بھی کوئی تشویش میں مبتلا نہ کرتا اور جیسا کہ میں نے کہا (بالکل بجا کہا آپ نے) اگر تمام آوازیں مختلط ہوں تو اس سے تشویش نہ ہوگی حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی نہ ہوگی جو اپنی نماز پوری کر رہے ہوں جیسا کہ جمعہ کے دن سب لوگ مسجد میں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھ رہے ہوتے ہیں اور نمازی آتے ہیں تو وہ اپنی نماز شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح انھیں بھی کوئی تشویش

۱: ”فتاویٰ اسلامیہ“ جلد اول، صفحہ ۴۱۸ مطبوعہ دارالسلام۔

۲: ”صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، ج: ۸، ۱، و صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، ج: ۸، ۵۳۔

۳: ”فتاویٰ اسلامیہ“ جلد اول، صفحہ ۴۱۹ مطبوعہ دارالسلام۔

نہیں ہوتی۔

شیخ ابن عثیمینؒ (۳)

اس فتویٰ سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا۔

اگر سب لوگ مل کر ذکر کریں تو اس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہیں آئے گا، خلل اس لئے آتا ہے کہ کچھ لوگ ذکر کرتے ہیں اور کچھ (یعنی وہابی) نہیں کرتے لہذا وہابیوں کو چاہئے کہ وہ بھی سنیوں کے ساتھ مل کر ذکر کیا کریں ورنہ آقاؤں کی نافرمانی کی پاداش میں ریال ملنے بند بھی ہو سکتے ہیں۔

جو لوگ تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں تو یہ تشویش ان کی اپنی پیدا کردہ ہے اگر وہ بھی تکبیر ادائی کے ساتھ نماز ادا کرتے تو انہیں تشویش نہ ہوتی۔ وہابیوں کو چاہئے کہ وہ سنیوں کو ذکر سے روکنے کی بجائے لوگوں کو تکبیر ادائی کے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب دیں اس سے کفار مرعوب ہوں گے۔

حرم شریف میں معمول یہ ہے کہ جمعہ کے دن کچھ لوگ تلاوت کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ آکر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی نماز میں خلل نہیں آتا۔

نماز میں خلل کا بہانہ بنانے والوں کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ایام تشریق میں جب بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے تو مانعین بھی پڑھتے ہیں لیکن اس وقت کسی کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ اور نہ ہی کسی نے کہا ہے کہ چونکہ تکبیر تشریق سے نماز میں خلل آتا ہے لہذا اس کا پڑھنا منع ہے۔ فیہا للعجب؟؟؟

قارئین کرام! ان دلائل اور فتاویٰ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت بھی ہے۔

اب ذرا اللہ کے ذکر سے منع کرنیوالے کا حشر بھی ملاحظہ

کیجئے:

”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ خِزَابُهَا ۖ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزَابٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔“ (۱)

”اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے ان کو حق نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔“ (۲)

یہ رسوائی اور عذاب نہیں تو اور کیا ہے کہ جو ٹھوکی کو جرم پر لگایا جاتا ہے وہ ساری زندگی اٹھائے مارے مارے پھرتے رہتے ہیں پھر جب بھی کسی سنیوں کی مسجد میں گھستے ہیں تو آگے سے ڈنڈوں سے ان کا استقبال ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں ”یہ دیکھو! بستر لونا پارٹی آگئی ہے۔“ اس کے بعد رسوائی ہوتی ہے اور پھر بستر لونا اٹھا کر بھاگنا پڑتا ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت والے دن بھی اسی طرح ٹھوکیں لگیں گے وہاں پتا چلے گا کہ اللہ کے ذکر سے روکنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے بدنصیبوں کی صحبت سے ﴿ظفر مائے آئین

۱: ”سورۃ بقرہ: ۱۱۳۔“

۲: ”کنز الایمان“

هو العلی القادر

دینی مدارس و کالج کے طلبہ کو انتہائی آسان طریقے سے صرف و نحو کا اجراء کرانے
اور قرآن و سنت کی روشنی میں نماز حنفی کی تفہیم کی غرض سے مرکزی الجامعۃ الاشرفیہ
محلہ علی مسجد مرکزی گجرات میں حسب سال گزشتہ

40

روزہ

اختتام

جمعرات 25 رمضان

1432ھ

25 اگست

2011ء

روزہ صرف و نحو کی تعلیم

آغاز

سوموار 17 شعبان

1432ھ

18 جولائی

2011ء

روزانہ صبح 8 بجے تا 1 بجے، بعد از ظہر اجراء و ہوم ورک

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الشیخ والمحدث

محذ نیک آبادی

مفتی محمد اشرف القادری

بانی و مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

مکرمین

امام الصرف و نحو، حضرتہ العلام، ابوالاسد

مولانا ہاشم علی نوری

بصیر پور (اوکاڑہ)

اور جامعہ کے لائق اساتذہ

- 1 دینی مدارس کے طلباء، جو ”میزان الصرف“ یا ”علم الصرف“ اور ”نحو میر“ یا ”علم النحو“ کے مساوی قابلیت رکھتے ہوں۔
- 2 سکول و کالج کے طلباء، درسی طلباء کو مشکل نحوی تراکیب کے علاوہ سورہ بقرہ کے صیغہ حل کرائے جائیں گے۔



باہر سے آنے والے طلبہ کیلئے جامعہ میں قیام و طعام کا
انتظام فری ہوگا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں



منجانب شعبہ نشر و اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ محلہ علی مسجد گجرات

فون نمبر: 053.3525149/3515921.0321.6209101/0333.8403147/0344.7745377